
بازگشت
ڈاکٹر طارق انور باجوہ

اب چاہتا ہوں جو بھی مرا ہم رکاب ہو
وہ یہ نہ کہہ سکے میں اسے جانتا نہ تھا

طارق سنا کے داستاں کوئی چلا گیا
میں سوچتا رہا کہ وہ دل کا بُرا نہ تھا

کتاب : بازگشت

﴿کلام اکتوبر سنہ ۲۰۲۱ تا دسمبر سنہ ۲۰۲۱﴾

شاعر : ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ناشر : ڈاکٹر ریحانہ رحمٰن بٹ

سنِ اشاعت : ۲۰۲۲

ملنے کا پتہ :

55 Combemartin Road, London

SW18 5PP

bajwauk@hotmail.com

سرورق : زارا احمد / عامر احمد ملک

کمپوزیشن : نابغہ طاہر باجوہ

انتساب

ان تمام لوگوں کے نام جو پورے خلوص کے ساتھ حق کی تلاش میں
سرگرداں ہیں۔



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ایں چشمۂ رواں کہ ' بفضلِ خدا ' دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمّد است

ترتیب

اظہارِ تشکّر

الحمدللہ کہ اپنا چھٹا شعری مجموعہ "بازگشت" پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میرے پہلے پانچ مجموعہ ہائے کلام " لبِ لباب"، " چاک دامانِ جنوں"، "ہم قدم دم بدم"، " در آئینہ صفِ دوستاں" اور " نصیبِ چارہ گری" کو جس طور سے پذیرائی ملی اس کے لئے سب سے پہلے اپنے ربّ کریم کا اور اس کے بعد فرداً فرداً تمام احباب کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

جیسا کہ " لبِ لباب" کی ابتدا میں، میں نے ذکر کیا تھا کہ ۱۸ مئی ۲۰۲۰، ۲۵ رمضان المبارک، کی رات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو اچانک چوٹ لگ جانے کی فکر میں دل پر اثر تھا۔ دُعا کر کے سویا تو خواب میں خود کو ایک لمبی نظم پڑھتے ہوئے پایا۔ آنکھ کُھلی تو احساس تھا کہ پوری نظم یاد ہے، ابھی لکھ لوں گا تاہم لکھنے بیٹھا تو نظم تو بھول گئی تھی، محض ٹیون یاد رہی تھی جس پر ایک نظم لکھ کر حضورِ انور کی خدمت میں بھجوادی۔ لیکن یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے شاعری سکھادی ہے اور اب میں شعر

آسانی سے کہہ پاؤں گا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالٰی نے خود مدد کی اور رہنمائی فرمائی اور میں نے روزانہ ایک غزل یا نظم کہنا شروع کر دی۔

میرے ذہن میں قرآنِ کریم کی یہ آیت تھی کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ تُو کہہ دے کہ اگر سمندر دواتیں بن جائیں تا کہ میرے رب کے کلمات لکھ سکیں تو وہ ختم ہو جائیں گے خواہ ویسے ہی سمندر دوبارہ لے آئیں لیکن تیرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ تو اگر خدا تعالٰی کی کائنات پر غور کیا جائے تو ایک نظم تو روزانہ کہی جا سکتی ہے۔ اللہ کا فضل ہے کہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے الحمدللہ

اس کتاب "باز گشت" میں یکم اکتوبر ۲۰۲۱ سے لے کر ۳۱ دسمبر ۲۰۲۱ تک کا کلام شامل کیا گیا ہے۔

دیگر مہربانوں کے ساتھ، محترم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو باقاعدگی سے میرا کلام دیکھ کر حسبِ ضرورت اصلاح بھی فرما دیتے ہیں۔ اور ایک آدھ خوبصورت مصرعے یا شعر سے بھی نواز دیتے ہیں۔ اللہ ان کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین

منفرد لہجے کے عالمی شہرت یافتہ شاعر، محترم مبارک صدیقی صاحب میرے مہربان دوست بھی ہیں اور اساتذہ میں سب سے پہلے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی سے ہی مجھے اس میدان میں اترنے کی توفیق ملی۔ دل کھول کر حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور وقت ملے تو مناسب مشورے سے بھی نوازتے ہیں۔ کتاب پر ان کی رائے سب سے پہلے ملتی ہے۔ اللہ ان کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے۔ آمین

کلیولینڈ اوہائیو سے محترم عبدالشکور صاحب بھی ان مہربانوں میں سے ہیں جو اپنی رائے سے ضرور نوازتے ہیں۔ اس کتاب کا نام بھی انہی کا عطا کردہ ہے۔

مکرّم طفیل عامر صاحب جتنے نفیس شاعر ہیں اس سے زیادہ نفیس انسان ہیں۔ سچے صاف سیدھے اور کھرے۔ میرے کلام پر بے لاگ تبصرہ فرماتے ہیں اور کھل کر تعریف یا تنقید فرماتے ہیں۔ ان کا بھی بے حد ممنون ہوں۔

ڈاکٹر عامر خان صاحب اور مکرّم نجیب فہیم صاحب کی تنقیدی رائے کا مجھے انتظار رہتا ہے۔ ڈاکٹر منور کنڈے صاحب اور اسحٰق ساجد صاحب بھی اپنی رائے کا ضرور اظہار فرماتے ہیں۔ خاص طور پر ڈاکٹر منوّر کنڈے صاحب تو منظوم رائے سے بھی نوازتے ہیں۔ ان سب کی محبّتوں کا بے حد ممنون ہوں۔

اس کے علاوہ میں اپنے ان اساتذہ اور تمام دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ وقت نکال کر اپنی رائے سے نوازا۔
اللہ ان کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے اور احسن ترین جزا عطا فرمائے۔ آمین!

خاکسار

ڈاکٹر طارق انور باجوہ

لندن۔ ۲۶دسمبر ۲۰۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ
Z 03-11-2021

مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ آپ نے اپنی شاعری کا چوتھا مجموعہ "در آئینہ صف دوستاں" ارسال کیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء آپ تو نظمیں، غزلیں لکھنے میں بڑے بڑے شاعروں کو مات کر گئے ہیں۔ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں میں مزید جلا بخشے۔ آپ کو ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں کے حصار میں رکھے اور نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

یوکے

خط حضرت خلیفہ المسیح الخامس | ایدہ اللہ تعالیٰ

پیش لفظ

کمال نہیں تو اور کیا ہے کہ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا چھٹا مجموعۂ کلام ”بازگشت“ ان کے آغازِ شاعری کے تین چار سال بعد ہی اشاعت پذیر ہوا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی نہیں کہ ان کے کلام کو کسی عمدہ معیار سے کم سمجھا جائے۔ زود گوئی آپ کہہ سکتے ہیں لیکن ان کی ادبی چابکدستی سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اپنی قادر الکلامی کی مہر ثبت کر دی ہے۔ حمد ہو، نعت ہو، غزل ہو، نظم ہو، نظمِ معرّیٰ ہو، کہیں بھی آپ ان کے فن میں چاشنی اور مٹھاس کو آدرش سے دور نہیں محسوس کریں گے۔

شاعری میں مرکزی حیثیّت وہ اپنے ممدوح، مُرشد سے اظہارِ عقیدت کو دیتے ہیں۔ اور اس کا برملا ابلاغ آپ ان کے اشعار میں پائیں گے۔

ان کے اس مجموعۂ اشعار میں بھی آپ سب قارئین جابجا اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے طارق انور باجوہ صاحب طبابت پر ہی نہیں بلکہ اصنافِ شاعری پر بھی مکمل عبور رکھتے ہیں۔ یہ اشعار دیکھئے

حمدیہ :

میں تو اس کی عنایت پہ حیراں ہوا
ذات کا اس کی مجھ کو جو عرفاں ہوا

اس کی رحمت کا شفقت کا جویاں ہوا
دیکھ کر مہرباں ، اس پہ قرباں ہوا

آزمائش میں جو ہو گیا سُرخرو
اس کا دل پا گیا رازِ لَا تقنَطُوا

اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو

نعت :

فرشتے ہر گھڑی اس پر سلام بھیجتے ہیں
درود ہے اسے ربِّ ودود کا تحفہ

آقا سے محبّت۔ مرشد سے عقیدت:

مجھے شاعری کی جو آقا سے اپنے
پسندیدگی کی سند مل گئی ہے

میں ممنون ہوں ہر گھڑی ان کا طارق
خوشی یہ تشکُّر بہ صد مل گئی ہے

غزلیہ انداز :

چلا تھا ساتھ مرے وہ بھی ڈھونڈنے منزل
مجھے مری طرح صحرا نورد لگتا ہے

زمیں سے سجدہ پہنچتا ہے عرش پر کیسے
ہے عاجزی ہی اسے جو اُٹھاتی جاتی ہے

کوئی نسبت تو مری ہو گی کہیں مجنوں سے
کیوں یہ قسمت مجھے ویرانے میں لے آئی ہے

جناب طارق انور باجوہ صاحب کو خدا تعالیٰ کی تائید کا مکمل یقین ہے۔

میں بھی لکھتا ہوں خوب لکھتا ہوں
جب سے میرا خدا لکھاتا ہے

اور یہی حقیقت ہے۔

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ

فلاڈیلفیا

پانچ جنوری دو ہزار بائیس

جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کا چھٹا مجموعۂ کلام "بازگشت" سامنے ہے۔ تاہم جناب ڈاکٹر باجوہ صاحب کا آج تک کا تقریباً سارے کا سارا کلام ہی پیشِ نظر ہے کیونکہ وہ اپنا تازہ بہ تازہ کلام، یُوں کہیں کہ، ہر روز ہی اپنے حلقۂ دوستاں میں شیئر کرتے رہتے ہیں۔ اور جس سُرعت کے ساتھ جناب طارق باجوہ صاحب شعر کہہ رہے ہیں اس پر جناب ڈاکٹر اسحٰق ساجد صاحب کا یہ کہنا بالکُل بجا ہے کہ، طارق باجوہ صاحب کے لکھنے کی رفتار وقت کی رفتار سے بھی زیادہ ہے۔ سو عزیزِ مُحترم ڈاکٹر طارق انور باجوہ کے لئے ہماری جاری دُعا یہی ہے کہ، الھُمَّ زد فزد۔

آپ کا کلام، دیکھنے، پڑھنے سُننے کے بعد، نہایت اہم بات جو ایک باذوق قاری محسُوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ ہے کہ اس غیر معمُولی زُود گوئی کے باوجُود، ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب کی شعر گوئی، ایک قابلِ قدر معیار پر نہ صرف قائم

چلی آ رہی ہے بلکہ اس میں نئے سے نئے مضامین، نُدرت اور سُخن آفرینی قدم بہ قدم روز افزُوں ہے۔ ذالکَ فضل اللہِ یوئتیہِ منّ یشاء۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس ادب نوازی میں مزید ترقیات سے نوازتا چلا جائے اور تشنگانِ سُخن کی پیاس کا مداوا ہوتا چلا جائے۔ اللّٰھُمَّ آمین

دُعا گو و طالبِ دُعا

احقر العباد

عبد الشکُور

کلیولینڈ، اوہائیو، امریکہ

۳ جنوری ۲۰۲۲

خاکسار مکرم و محترم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کو انکے چھٹے مجموعہ کلام باز گشت کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ میرے یہ دوست جتنے اچھے شاعر ہیں اتنے ہی اچھے انسان بھی ہیں اور یہ دونوں صفات آپکی شاعری میں جھلکتی بلکہ چھلکتی نظر آتی ہیں۔ آپکی شاعری برائے شاعری نہیں ہے بلکہ اس میں مقصدیت مقدم ہے۔ محترم طارق انور صاحب نے دنیاوی شعرا کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا جو جدیدیت کے شوق میں اعلی اقدار اور خوبصورت روایات کو روندتے ہوئے گزر جاتے ہیں بلکہ انہوں نے عہد حاضر کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ خوبصورت روایات کو نبھایا ہے۔

ہر صبح آپکی طرف سے نیا کلام موصول ہوتا ہے جو اس بات کی خبر ہے کہ کسی بھی مضمون کو منظوم کر دیناڈاکٹر صاحب کے لئے کارِ طفل ہے۔

مجھے علم ہے کہ شعر وادب کے اس سفر میں بہت سے خوبصورت موڑ ابھی باقی ہیں اور بہت سے دلکش مناظر آپکے منتظر ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور آپکے کلام سے قارئین فیضیاب ہوتے رہیں

مبارک صدیقی

لندن

۲۸ دسمبر ۲۰۲۱

جدید، حقیقت کے علمبردار شاعر: ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب نے اشعار میں واہمہ سازی نہیں کی بلکہ حقیقت کی تصویر کشی کی ہے۔ انہوں نے زندگی کی زوال پذیر صورتیں اس طرح پیش کی ہیں کہ حقائق کا مکمل ادراک اور اعلٰی اقدار کی ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ بات ہر ذی علم پر منکشف ہے کہ شاعر کی استعداد اکتسابی نہیں، فطری ہوتی ہے۔ اس میں انسان کی کوشش کو صرف اتنا دخل ہوتا ہے کہ تصویر کی نوک پلک درست کر کے اس کا رنگ وروپ نکھار دے۔

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کے شعروں میں جہاں جذبات واحساسات کی دھنک محسوس ہوتی ہے، جو فضاؤں میں اپنا رنگ بکھیرتی نظر آتی ہے، وہاں بہت سے اشعار ایسے بھی ملیں گے جو سماعت سے گزر کر روح میں اترتے ہیں۔

دکھ، درد، اداسی اور تنہائی یہ جذبے ہر شاعر کے یہاں موجود ہوں گے۔ ان جذبوں سے گریز شاید ممکن ہی نہیں۔ ہر فرد کی زندگی میں کوئی نہ کوئی لمحہ

ضرور آتا ہے جب وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان جذبوں کا اسیر ہو جاتا ہے۔ تنہائی ایک ایسا احساس ہے کہ یہ آسیب کی طرح دل و دماغ کو متاثر کرتا ہے۔

ڈاکٹر طارق صاحب کے احساسِ تنہائی نے کئی نئی علامتوں اور اشاروں کو تراشا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بازگشت کے اشعار میں تیز و تندی کی بجائے ایک کسک، چبھن اور درد کا احساس غالب ہے۔

"بازگشت" کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی غزلوں میں روایت کا احترام تو ہے لیکن رومانی شگفتگی مفقود ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ لہجے میں کہیں کہیں کرختگی کا احساس موجود ہے تو غلط نہ ہو گا۔

ڈاکٹر باجوہ صاحب کے پانچ شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں یہ چھٹا ہے۔ آپ کی شہرت سے سب واقف ہیں لیکن ڈاکٹر طارق باجوہ صاحب کے مزاج میں جو استغنا ہے اس نے آپ کو جوڑ توڑ کی سیاست میں شامل نہیں ہونے دیا اور آپ کو جو مل گیا اسی پر اکتفا کیا۔ آپ کی شرافتِ نفسی کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کو قدر ناشناسی کے باوجود یہ احساس ہے کہ

وہ ایک اچھے شاعر ہیں۔ یہی بات ایک اچھے اور زندہ شاعر کی پہچان کے لئے کافی ہے۔ ان کے اس شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

طارق اک بار کہو کُھل کے محبّت ہے تمہیں
تم کو آتا نہیں اظہارِ محبّت کرنا

اسحٰق ساجد

جرمنی

۲۸دسمبر۲۰۲۱

ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب ۔ایک باوقار سُخن ور

تحریر:ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے، ٹیلفورڈ، برطانیہ

اردو ادب کی لہلہاتی کھیتیوں اور سُخن کی مستیوں سے بھرپور سرزمین، لندن کے مکین جناب ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کی چھٹی تصنیف "بازگشت" پر ذیل میں چند منظوم سطور بطور ہدیۂ تبریک تحریر کرتے ہوئے خاکسار کو دلی دعاؤں کے ساتھ نہایت درجہ احساسِ مسرّت ہے۔ امّید ہے کہ ڈاکٹر صاحب قبول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

نظم

(نتیجۂ فکر: ڈاکٹر منوّر احمد کنڈے، ٹیلفورڈ، انگلینڈ، یو کے)

دیکھ کے "طارق" کی یہ تیزی لوگ ہوئے حیران
اک مومن کو رب نے بخشی کیسی اونچی شان

اُگلیں سونا لفظ سُخن کے، موتی شعر بنائیں
داد فرشتے دیتے جائیں "طارق" نعت سنائیں

ان کی "بازگشت" ہے ایسی یہ پستک شاہکار
حرف حرف میں خوشبو ایسی ہر جانب مہکار

دکھ کے جنگل سے باہر ہے ان کا گلشن شاد
اک دنیا تخلیق کی دل کے اندر ہے آباد

روشن روشن اک رنگینی ہے بے تاب غزل میں
پھول محبّت کا مہکائے جیسے گنگا جل میں

لفظوں کی بھرمار زباں پر درد کا سودا سر میں
حمد پڑھیں رنگوں کو دیکھیں جب تتلی کے پر میں

نام نمود کی دنیا سے وہ دور دور ہیں رہتے
دل کی وادی میں ہیں پل پل " الفت جھرنے " بہتے

ساتھ دعا ہے مرشد والی ، سب کی عزّت دل میں
پیت محبّت ہر بندے سے نہیں ہے نفرت دل میں

تار رات میں نور یقیں کا روشن شمع کر دے
خوابوں کی کلیوں سے چاہت رنگ سُخن میں بھر دے

ہمسر کون منوّر ان سا ، اور مثال نہیں ہے
شیشے سوچ کے ایسے اجلے ، جن میں بال نہیں ہے

حمدِ باری تعالیٰ

وہ مخاطب ہوا مجھ سے کہہ کر کہ تُو
کر رہا ہے مرے پیار کی جستجُو
مجھ سے ملنے کی رکھتا ہے تُو آرزو
تیری آنکھوں سے ہے جو رواں آب جُو
دل میں رہتا ہے تیرے سدا اللّٰہ ہُو
تیرا حق ہے کرے مجھ سے تُو گفتگُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو

تُو نے چھوڑا ہے میرے لئے سب جہاں
نعمتیں میں نے جو دیں ، ہیں تجھ پر عیاں
شکر سے ہر گھڑی تیری تر ہے زباں
صبر کرتا ہے تُو آئے گر امتحاں
ہے تجھے جاں سے پیاری مری آبرو
ہے مرے ذکر سے گرم تیرا لہو

اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو

یہ بنے ہیں جو سارے زمان و مکاں
تیری خاطر بنائے ہیں دونوں جہاں
ہے ترے دل میں ، میری محبّت نہاں
تُجھ کو اندازہ کیا تُو کہاں میں کہاں
دیکھ سکتا نہیں تُو مجھے رُو برو
میرا جلوہ مگر ہے یہاں چار سُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو

میں تو اس کی عنایت پہ حیراں ہوا
ذات کا اس کی مجھ کو جو عرفاں ہوا
اس کی رحمت کا شفقت کا جویاں ہوا
دیکھ کر مہرباں ، اس پہ قرباں ہوا

آزمائش میں جو ہو گیا سُرخرو
اس کا دل پا گیا رازِ لَا تقنَطُوا
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو

آمنہ کے بطن سے ہویدا ہوا
دیکھ کر جو تِرا حسن شیدا ہوا
اُس کے دل میں تُو مثلِ سُویدا ہوا
پھر ، نہ عاشق کبھی ویسا پیدا ہوا
تیرے جیسا نہیں ہے کوئی خوبرو
ہم کھڑے ہوں ترے سامنے با وضو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو
اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو اللّٰہ ہُو

سویدا : دل کے چھٹے پردے کا نام جو شعاعِ علم و کشف ہے

حمدِ باری تعالیٰ

ہے ستاروں سے فلک آراستہ پیراستہ
اور زمیں پر بھی ملیں رہبر ہدایت یافتہ

جو شجر آئیں نظر لمبی قطاروں میں کھڑے
ان کو طاعت کے سوا کوئی نہیں ہے راستہ

جھک رہے ہیں مالکِ ارض و سما کے سامنے
اپنی مرضی سے بھی اور کچھ با دلِ نا خواستہ

اُڑتے پھرتے ہیں ہواؤں میں پرندے ہر طرف
گیت گاتے ہیں اسی خالق کے ہیں پر داختہ

چار سُو بکھرے ہوئے ہیں ، حسن کے منظر عجیب
ہے چمن میں گر ، گل و بلبل تو گھر میں فاختہ

اس کی قدرت کے نظارے دیکھ کر صبح و مسا
دل سے کرتے ہیں اسی کی حمد سب بے ساختہ

طارق اس کا شکر کرنے کے بہانے ڈھونڈ تُو
کیوں فرشتے تُجھ سے بڑھ جائیں خدا نا خواستہ

آزاد نظم

کوئی تو ہے!

مجھے کتنی محبّت سے بلاتا ہے
وہ میرے پاس آتا ہے
ادائیں دل نشیں اس کی،
مرے دل کو لبھاتا ہے
مجھے سونے سے پہلے لوریاں اکثر سناتا ہے
کبھی وہ منہ اندھیرے ہی جگانے کو چلا آئے
مرے دل کے کبھی آنگن میں آکر مسکراتا ہے
صبا کو جو مہک سے بھر کے لاتا ہے
بتاتا ہے
کوئی تو ہے!
جو اپنا ہے!

کبھی پھولوں کے رنگیں خوشنما منظر بدلتے ہیں
بہاریں آ کے جاتی ہیں
بہت سے زرد پتے بھی سڑک پر پھیل جاتے ہیں
ہواؤں سے الجھ کر مار کھاتے ہیں
زمیں پر اس طرح سے گرتے جاتے ہیں
عجب ماحول ہوتا ہے
کہ تاریکی مجھے انجان خوفوں سے ڈراتی ہے
اسی لمحے کہیں سے روشنی چپکے سے آتی ہے
وہ ظلمت کے اندھیرے چاک کرتی، مسکراتی ہے
مرے انجان ڈر سارے
سمٹ جاتے ہیں، جیسے وہ
کبھی تھے ہی نہیں میرے فسانے میں
کوئی تو ہے!
کوئی تو ہے جو ہے موجود ہر عہد و زمانے میں

وہی تو ہے!

جو اپنا ہے

❀ ❀ ❀

نعتِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم

بہت سے لائے تھے رقص و سرود کا تحفہ
قبول ہو گیا ، میرا درود کا تحفہ

فرشتے ہر گھڑی اس پر سلام بھیجتے ہیں
درود ہے اسے ربِّ ودود کا تحفہ

بلند شان ہے اس کی کہ وہ محمّد ہے
ملا ہے اس کو خدا سے حمود کا تحفہ

عرب گواہ تھے صداقت و امانت کے
دیا انہوں نے اسے خود شہود کا تحفہ

ترا ہی نام لیا ہے خدا کے نام کے ساتھ
ملا ہے اس کے لئے گو قیّود کا تحفہ

جمال و حسن کا پیکر ، جہاں کا محسن ہے
وہ لے کے آیا بہشتِ خلود کا تحفہ

خدا نے بھیجا ہے قرآن جو ہمارے لئے
ہمیں ملا ہے یہ اس کے ورود کا تحفہ

پڑھا کرو اسے طارق ہمیشہ صبح و شام
قصیدہ اس کا ، مسیحِ موعود کا تحفہ

ملا ہے وہ تو مرے دل کو جو قرار ملا
یہ سوچا پہلے مجھے کیوں نہ ایسا پیار ملا

الگ نہیں ہے مری داستان لوگوں سے
ملا ہے جو بھی اسے پھر ہے بار بار ملا

طویل وقت لگا گو تلاش میں اس کی
مگر نہ اس کے سوا کوئی چارہ کار ملا

نہ جانے کس نے مرے دل پہ آ کے دی یہ صدا
تُو خوش نصیب ہے تُجھ کو وہ شہر یار ملا

جھجکتا رہ گیا اس سے نہ کہہ سکا دل کی
اگرچہ موقعہ تو اس کا ہزار بار ملا

جنونِ عشق میں دامن تو چاک ہونا تھا
رفو گری کو مجھے چارہ گر وہ یار ملا

کسی کو پیار سکھانے میں گھر سے نکلا جب
نہ اپنے جیسا کوئی یاں بہ حالِ زار ملا

کہیں پہ طعن کے نشتر کہیں پہ طنز کے تیر
نصیب میں جو لکھا تھا وہ بے شمار ملا

مرا کسی سے تعلّق ہے اس لئے طارق
ہے دوستوں کا مجھے اتنا اعتبار ملا

یقین کب ہمیں کامل ، خدا کی ذات میں ہے
گناہ کرتے ہیں پھر بھی یقیں نجات میں ہے

گمان و وہم نے رکھا ہمیں ہے دھوکے میں
کہ جو حساب ہے ، ہونا کب اس حیات میں ہے

کہاں یقیں ہے ہمیں جھوٹ زہرِ قاتل ہے
ہماری خود کشی ہوتی تو بات بات میں ہے

نہ منہ پہ سانپ کی بانبی کے رکھے ہاتھ کوئی
یقین ہے کہ وہاں موت اپنی گھات میں ہے

ہے دیکھا کس کو رکھے ہاتھ جلتے شعلے پر
جلانا ، جانتے ہیں آگ کی صفات میں ہے

مگر گناہ کو سمجھے نہ جب گنہ کوئی
گزرتی زندگی اس کی تو حادثات میں ہے

حقوق بندوں کے کرتا ہے یہ سمجھ کے غصب
اسے یہ حق ہے وہ پیدا ہوا سادات میں ہے

یقین کر لے جو انساں حساب دینا ہے
قدم سنبھال کے رکھے کہ مشکلات میں ہے

نجات سے تو کرے دور خود یہ کفّارہ
عقیدہ یہ تو گناہوں سے التفات میں ہے

یقین دیتا ہے طاقت گنہ سے بچنے کی
یقین سے حوصلہ طارق ملا ثبات میں ہے

تم نے جو پائی لذّتِ حُسنِ سحر نہیں
کیسے یہ کہہ رہے ہو دعا میں اثر نہیں

ہم نے بشر تو دیکھے فرشتے بنے ہوئے
لیکن ہوئے کہیں بھی فرشتے بشر نہیں

احساس ہو گیا ہے ترے التفات سے
بیکار تو گئی مری یہ چشمِ تر نہیں

ہم نے جو عمر ہجر میں تیرے گزار دی
کیسے یہ سوچ لیں تجھے اس کی خبر نہیں

آنکھیں ترس گئی ہیں کہ جلوہ نصیب ہو
کوچہ میں تیرے آج کل ہوتا گزر نہیں

دشتِ جنوں میں ساتھ مرے تیرا پیار ہے
مجھ کو اسی لئے یہاں خوف و خطر نہیں

رحمت کا خواست گار ہوں ، یہ جانتا ہوں خوب
اس کے حساب میں کوئی زیر و زبر نہیں

طارق وہی تو چشمۂ نورِ حیات ہے
روشن بغیر اس کے یہ شمس و قمر نہیں

ہم سب نے اک دن جانا ہے
کب جا کر واپس آنا ہے

مرضی ہے لکھنے والے کی
اس کا یہ کھیل پرانا ہے

آتا ہے جو وہ جائے گا
قدرت کا تانا بانا ہے

جانا ہے چاہے مفلس ہو
چاہے وہ راجہ رانا ہے

سب نے ہے کھانا پینا یہاں
جب تک کہ آب و دانہ ہے

پر موت کا پیالہ پی کر پھر
ہم سب کو ہی سو جانا ہے

میں سچی سچی بات کہوں
اب اس میں کیا شرمانا ہے

تیاّری اس کی بھی کرلیں
کل رب کو منہ دکھلانا ہے

کچھ سوچیں کل کو کیا ہو گا
جب ہم سب نے مر جانا ہے

کیا ساتھ لیا بھی ہے ہم نے
جو کام ہمارے آنا ہے

جو ہم نے کمایا دنیا کا
وہ سب تو یاں رہ جانا ہے

کچھ نیکی کا جو کام کیا
اس نے ہی ساتھ تو جانا ہے

پھر کیوں نہ ایسے کام کریں
جنہوں نے کام آ جانا ہے

ان سادہ باتوں میں طارق
پیغام یہ درویشانہ ہے

گلاب چہرہ تھا اب زرد زرد لگتا ہے
اسے بھی دل میں کہیں درد درد لگتا ہے

چلا تھا ساتھ مرے وہ بھی ڈھونڈنے منزل
مجھے مری طرح صحرا نورد لگتا ہے

نظر لگی ہے کہیں اس کی گرم جوشی کو
کہ اس کا لہجہ مجھے سرد سرد لگتا ہے

میں اس سے حال تو پوچھوں ہوا ہے کیا آخر
دکھوں کے ساتھ کہیں وہ نبرد لگتا ہے

خزاں نے پتے گرا کے برہنہ جس کو کیا
بہار میں تو وہی پیڑ وَرد لگتا ہے

مصیبتوں میں جو ثابت قدم رہے ، نہ ہِلے
وہی تو شخص ہے جو مرد ، مرد لگتا ہے

نہ اس کے حال پہ جاؤ کہو نہ یہ طارق
عجیب شخص ہے آوارہ گرد لگتا ہے

وَرد : وہ پودا جس پر نئی پتیاں اور پھول نکل رہے ہوں

آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ، خوابوں کا کیا کروں
ہوں گے وہاں سوال ، جوابوں کا کیا کروں

تدریس و درس کے ہیں طریقے بدل گئے
اب یہ سمجھ نہ آئے ، کتابوں کا کیا کروں

معیار ہی نہیں یہاں بدلے علوم بھی
اب تنگ نظریوں کے نصابوں کا کیا کروں

اچھے تھے جو ملے تھے مجھے زندگی میں دوست
پالا پڑا ہے جن سے ، خرابوں کا کیا کروں

قاتل بنے ہیں جو مری معصوم سوچ کے
چہرے پہ ان کے دُہری نقابوں کا کیا کروں

کمزور تو نہیں رہا ہوں ، لین دین میں
اب تک کے رہ گئے جو ، حسابوں کا کیا کروں

آئی خزاں تو پیڑ کے پتّوں کو لے اڑی
لائیں جو پھر بہار ، گلابوں کا کیا کروں

اب تک نہ کہہ سکا میں اسے اپنے دل کی بات
آڑے جو آ رہے ہیں ، حجابوں کا کیا کروں

دھوکہ دہی کا جرم تو کرتے ہیں دشت میں
پر آس کو بڑھاتے ، سرابوں کا کیا کروں

طارق وطن کی یادیں سہانی تو ہیں مگر
یادوں کے ساتھ لپٹے عذابوں کا کیا کروں

کتنا آسان ہے کہنا کہ محبّت کرنا
" کتنا دشوار ہے جذبوں کی تجارت کرنا "

مسکراہٹ ترے ہونٹوں پہ سجی رہتی ہے
جیسے من چاہے تِرا کوئی شرارت کرنا

میں نے سوچا تھا تِرا سامنا مشکل ہو گا
تُجھ سے مل کر مجھے مشکل ہوا ہجرت کرنا

جذبۂ شوق میں دل اڑتا چلا جاتا ہے
آسماں تُو مرے جذبے کی رعایت کرنا

پانی آنکھوں سے جو چھلکا ہے تو اک ہُوک اُٹھی
جھیل میں چاند اتر آئے تو عزّت کرنا

لوگ یونہی تو نہیں ساتھ ترے ہو جاتے
سیکھ لیتے ہیں تجھے دیکھ کے ہمّت کرنا

مرتبہ عشق میں سب کا تو نہیں ایک ہوا
آگے بڑھتا ہے جسے آتا ہے محنت کرنا

طارق اک بار کہو کُھل کے محبّت ہے تمھیں
تم کو آتا نہیں اظہارِ محبّت کرنا

دل میں تیرے آ جائیں جو انجانے الفاظ
دیکھ وہ بھیجے رحماں نے یا شیطاں نے الفاظ

ہم جو بولیں سچ بولیں اور سوچ سمجھ کر بولیں
کبھی تو اپنوں کو بھی کر دیں بیگانے، الفاظ

لفظوں کی ترتیب سجائیں شعروں کے اوزان
حرفوں کی ترتیب سے ہم نے پہچانے الفاظ

بات کریں ہم سیدھی سادھی جو من کو بھا جائے
ہو گا دانشور جو خود وہ سب جانے الفاظ

لکھنے کو جب بیٹھوں میں تو چلیں یہ آگے آگے
میں لکھوں وہ ، جو بھی میرا ، من مانے الفاظ

نظمیں غزلیں مل کر جب بھی سوچوں میں آ جائیں
گھنٹوں مل کر رقص کریں پھر دیوانے الفاظ

دیوانے دلدار کو چاہیں یا لکھیں دیوان
لب پر جب آ جائیں جی کو بہلانے الفاظ

میں نے پیار سے اس کو سیدھا رستہ ہی دکھلایا
تیغ بنا کر اس نے مجھ پر کیوں تانے الفاظ

لاکھ میں سمجھاؤں پر وہ تو دل کی بات سُنیں
کبھی خرَد سے آ جاتے ہیں ٹکرانے الفاظ

پڑھ لیں پہلے پھر ہم ان پر بیٹھ کے غور کریں
اترے ہیں ہم پر بھی کیا کیا سمجھانے الفاظ

کبھی کبھی جب لفظوں میں ڈھل جاتے ہیں جذبات
نعرہ بن کر اٹھیں دل کو گرمانے الفاظ

کھیل یہ لفظوں کا ہے طارق ، اس سے دل جیتیں
سوچوں کو جب لگے ہیں معنی پہنانے الفاظ

میں ترا ہجر بھلا کیسے گوارا کرتا
کیا تری یاد میں رو رو کے گزارا کرتا

آئینہ دیکھ کے صورت تو سنواری اپنی
کاش میں تیری طرح روح سنوارا کرتا

معصیت دھول بنی چہرے پہ آ بیٹھی ہے
پاس ہوتا جو ترے خود کو نکھارا کرتا

امتحانوں سے گزر کر تو یہاں آیا ہوں
تو نہ ہوتا تو میں ہر روز ہی ہارا کرتا

جب مرا تیرے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں
میں بھلا تیرے سوا کس کو پکارا کرتا

تیرگی میں جو مجھے روشنی آئی ہے نظر
کب تلک دور سے بیٹھا میں نظارا کرتا

آتشِ عشق مرے دل میں سلگتی ہی رہی
راکھ بن جاتا اگر دور شرارا کرتا

آبلہ پا ہوں تو اب رستے سے شکوہ کیسا
جاں لٹا دیتا وہیں گر وہ اشارا کرتا

ایک جیون نہیں گر اور بھی ہوتے طارق
میں کسی طور بھی اس سے نہ کنارا کرتا

تمہاری ، دل میں محبّت جو آتی جاتی ہے
قرار ، روح اسی سے تو پاتی جاتی ہے

متاعِ علم و ہنر سے بنے بڑا انساں
وگرنہ دولتِ دنیا تو آتی جاتی ہے

ہوں خُلق اعلٰی رہے گا تبھی حسیں انساں
وگرنہ عمر تو چہرے چھپاتی جاتی ہے

کمال ہے یہی انساں کا ہو وہ رُو بخدا
وگرنہ سستی ہمیشہ رلاتی جاتی ہے

زمیں پہ سجدہ پہنچتا ہے عرش پر کیسے
ہے عاجزی ہی اسے جو اٹھاتی جاتی ہے

محبّت آشنا کرتی ہے اور دنیا سے
کسی کی یاد پھر دل کو ستاتی جاتی ہے

طلسمِ حُسنِ ازل دیکھ کر ہوئے قائل
وہی کشش ہے ہمیں جو رلاتی جاتی ہے

ہوا ہے کیا تمہیں طارق خموش بیٹھے ہو
تمہاری خامشی کچھ تو سناتی جاتی ہے

تیرگی کا تھا یہ زمانہ دیکھ
علم و عرفاں کا پھر خزانہ دیکھ

آزمائش نہ کر ، محبّت کر
پھر مرا عشق والہانہ دیکھ

گر مرا جرم ہے محبّت ہی
تُو نہ یوں مجھ کو ظالمانہ دیکھ

سانس آتی ہے پر نہیں آتی
رنگ کا رُخ پہ آنا جانا دیکھ

تُجھ کو دنیا کے ساتھ چلنا ہے
دل کو مت دیکھ تُو زمانہ دیکھ

ہے کہی کس نے اس پہ غور نہ کر
بات کتنی ہے عارفانہ دیکھ

یوں حوالے بڑے بڑے لائیں
طور ان کے ہیں جاہلانہ دیکھ

بند کرتا ہے نور سے آنکھیں
کیسی حرکت ہے احمقانہ دیکھ

ڈھیل ملتی ہے کچھ تو ظالم کو
پھر جو پڑتا ہے تازیانہ دیکھ

ہو نہ مایوس ان کی باتوں سے
گائیں گے سب ترا ترانہ دیکھ

بھول جائیں گے تیرے غم سارے
اپنے دلبر کا مسکرانا دیکھ

دور بدلے گا میں نہ کہتا تھا
یہ حقیقت ہے یا فسانہ دیکھ

سادگی میں بھی بادشہ ہے وہ
اس کے اندازِ خسروانہ دیکھ

ہے جنوں عقل کو جو مات کرے
طارق ایسا ہوا دِوانہ دیکھ

”مل کر بھی جب دل نہ ملیں تو لمبی چوڑی باتیں کیوں“
جب ہم رنگ ہے خون تو اتنی اہم ہوئی ہیں ذاتیں کیوں

دن ان کی یادوں میں گزرے ، حسن کا جلوہ آنکھوں میں
خواب میں وہ آ جائیں تو ہم جاگ کے کاٹیں راتیں کیوں

عشق جنوں ہے ، پھر بھی غالب کیوں رہتا ہے جیون بھر
عقل نے جب بھی دھاوا بولا دل سے کھائیں ماتیں کیوں

لاکھ چھپاؤ عشق محبّت ظاہر ہو کر رہتے ہیں
کہتے ہو چاہا ہی نہیں پھر اشکوں کی برساتیں کیوں

صبر کا پھل شیریں جو نہیں تو کیسے آئیں روز فقیر
گھنٹوں بیٹھ کے در پر پھر وہ سن لیں یوں صلوٰتیں کیوں

خاصیّت اس میں کچھ ہو گی جس سے اہمیّت ہے اس کی
سونے سے ارزاں ہوتی ہیں ورنہ ساری دھاتیں کیوں

سوچو حسد کی آگ میں سارے حاسد کیونکر جلتے ہیں
اور ہمارے ہر گھر میں ہیں شادی کی باراتیں کیوں

یہ قانون ہوا ہے رائج طارق نئے زمانے میں
حسن کا جلوہ عاقل دیکھیں ، مجنوں کھائیں لاتیں کیوں

مجھ کو کسی سے حوصلۂ گفتگو نہ تھا
جب تک کھڑا ہوا میں ترے روبرو نہ تھا

تحریر کر کے پیش تو کرتا میں عرضیاں
لکھنے کو داستاں بچا میرا لہو نہ تھا

اس نے مجھے بس اس لئے دینے نہ دی اذاں
اس کے خیال میں کیا میں نے وضو نہ تھا

حیرت ہوئی کیا جو عدالت نے فیصلہ
اس کی نگاہ میں ہوا میں سُرخرو نہ تھا

قسمت کچھ اس طرح سے بھی ہے مہرباں ہوئی
میرا ہوا جو میری کبھی آرزو نہ تھا

کیسے بیان کرتے جو دل پر گزر گئی
کہنا ہمیں قبول ، سرِ آبرو نہ تھا

اب سب نیازِ شوق لئے آ گئے یہاں
پہلے تو ذکر اس کا یہاں کُو بہ کُو نہ تھا

طارق ہمارا نشّہ تو چاہت اسی کی تھی
مانا ہمارے ہاتھ میں جام و سبو نہ تھا

یوں تو باتیں ہزار کرتے ہو
سچ کہو کس سے پیار کرتے ہو

کیا ہے مقصود دولتِ دنیا
یا کہ راضی وہ یار کرتے ہو

غفلتوں میں پڑے ہوئے ہو تم
یا عبادت نہار کرتے ہو

یہ تو کم مائگی کی باتیں ہیں
یہ جو پیچھے سے وار کرتے ہو

زادِ رہ لے لیا ہے ؟ کیا معلوم
کب سفر اختیار کرتے ہو

کر لی اگلے جہاں کی تیّاری
یا فقط انتظار کرتے ہو

اب بھی گرتے ہو دو قدم چل کے
اٹھ کے پھر کیا قرار کرتے ہو

ماحصل کیا ہے زندگی کا اب
غور کیا بار بار کرتے ہو

آج ہے جو وہ کل نہیں ہو گا
اس پہ کیا اعتبار کرتے ہو

صورتِ حال دیکھ کر شاید
تم بھی دل بے قرار کرتے ہو

یوں نہ گھبراؤ ، حوصلہ رکھّو
تم اگر اس سے پیار کرتے ہو

معاف کر دے گا تم اگر اب بھی
عجز اور انکسار کرتے ہو

طارق آؤ اسی سے تم مانگو
جس پہ تم انحصار کرتے ہو

❁

" ایک ہوا کے جھونکے نے رنگت بدلی انگارے کی "
لوٹ آتے ہم ، گر تم کرتے ہمّت ایک اشارے کی

کاجل کے آنکھوں میں ڈورے ، پھر بھی حسن اداس دکھا
عارض پر آنسو بہہ نکلے ، بات جو اس کے بارے کی

پیڑ پہ بیٹھے پنچھی اپنے کل کی فکر نہیں کرتے
رات آرام ملا جو ان کو محنت تھی دن سارے کی

حُسنِ ازل کے شاہد سارے بحر و برّ ، کوہ و دریا
جھلک دکھائی چاند اور سورج نے اس کے لشکارے کی

جائے صلح کرانے ، زخمی ہو کر خود جو گھر آئے
کیا بتلائیں حالت کیسی ہو قسمت کے مارے کی

ہم موجوں کے دوش پہ چلتے جاتے ہیں منزل کی طرف
ہم نے بھی پروا کب کی ہے طوفانوں کے دھارے کی

آس بندھی تھی جس سے اس نے آخر دم تک ساتھ دیا
بیچ بھنور جانے سے پہلے تھی امّید کنارے کی

تم نے دنیا اپنائی ہے، ہم نے دی دیں کو ترجیح
ہم نے کی ہے بات نفع کی ، تم نے بات خسارے کی

طارق محفل میں نیکوں کی آ کر دل کو چین ملے
کون مگر سنتا ہے باتیں ساری دل بیچارے کی

میں خود سے الگ جب سے ہوا ، ڈھونڈ رہا ہوں
اک شخص شناسا تھا مرا ، ڈھونڈ رہا ہوں

اشکوں کا سمندر ہے نہ تنہائی کا صحرا
میں شہر میں اک دشتِ وفا ڈھونڈ رہا ہوں

متلاشئ حق ہوں تو رہوں میں ہمہ تن گوش
دل کو جو تسلّی دے ، صدا ڈھونڈ رہا ہوں

فطرت میں مری نقش ہیں گر اس کے خد و خال
کیوں پھر میں بتوں میں بھی خدا ڈھونڈ رہا ہوں

ہر راہ گزر اس کی گلی تک نہیں جاتی
ہر موڑ پہ کیوں اس کا پتا ڈھونڈ رہا ہوں

اس نے مجھے چھوڑا تھا جہاں ، تھی مری جنّت
میں اب بھی وہیں اس کو کھڑا ڈھونڈ رہا ہوں

بھیجا ہے کوئی اس نے پتا اپنا بتانے
شاید ہو کہیں مجھ میں چھپا ، ڈھونڈ رہا ہوں

طارق مجھے تاریکی سے ڈر لگتا ہے اب میں
روشن جو کرے دل کا دیا ، ڈھونڈ رہا ہوں

میرے دُکھ سُکھ میں مرے ساتھ وہ رہنے آیا
میں جو منزل کو چلا ساتھ وہ چلنے آیا

کس کے ہاتھوں میں لکھا تھا اسے مل جاتا میں
کون ہاتھوں کی لکیریں مری پڑھنے آیا

وہ تو ہر موڑ پہ سمجھاتا رہا تھا مجھ کو
میں ہی کچھ دیر سے ، جو اس نے کہا سننے آیا

میری تعزیر کے سامان کی تیّاری ہے
وہ بھی اس بار ہے کیا کچھ نیا کر نے آیا

عمر بھر بن نہ سکی اس کی کبھی لہر کے ساتھ
آ کے اب کہتا ہے جذبات میں بہنے آیا

لوگ تکلیف اُٹھا کر ہی یہاں آتے ہیں
دیکھنا یہ ہے کوئی کرب میں کتنے آیا

میں بھلا دنیا میں کس کس کو جگائے رکھتا
جو بھی آیا لئے آنکھوں میں وہ سپنے آیا

جب کہا اس سے ملاؤ ذرا دشمن اپنے
دوستوں کو بھی لئے ساتھ وہ اپنے آیا

طارق اک بار ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھو
کون ویرانے میں چل کر تمہیں ملنے آیا

ہو گا انجام کیا ، نہیں معلوم
کیا کرے گا خدا ، نہیں معلوم

محوِ حیرت ہوں اس محبّت پر
کیا کہا کیا کِیا ، نہیں معلوم

اُس سے اک فاصلہ رہا باقی
اِس کی کیا تھی وجہ ، نہیں معلوم

اُس کی صورت پہ مر مٹے لیکن
ہے یہ کس کی عطا ، نہیں معلوم

شکل پر ہی نہ جائیں ، اندر سے
کون ہے پارسا ، نہیں معلوم

درد تو دل میں ہے مگر اب تک
کیا ہے اس کی دوا ، نہیں معلوم

دل مقیّد تھا یوں تو سینے میں
کون پھر لے گیا ، نہیں معلوم

فائدہ کس کا ہے یہ جانیں وہ
کس کا نقصاں ہوا ، نہیں معلوم

شعر تو یاد رہ گیا مجھ کو
شعر کس کا تھا یہ ، نہیں معلوم

طارق اب آ گئی قیامت تو
حشر کب ہو بپا ، نہیں معلوم

کب تمنّا تھی کہ میں صاحبِ ثروت ہوتا
ہاں ! تِرا ہونا مجھے باعثِ عزّت ہوتا

اک محبّت کا ہی جذبہ لئے پھرتا ہے مجھے
ورنہ میں کب کا جہاں چھوڑ کے رخصت ہوتا

ساتھ دو چار قدم چلنا ، وفا داری نہیں
ہر قدم ساتھ تِرا ، میری سعادت ہوتا

سب جہاں چھوڑ کے رہتا میں فقط تیرے پاس
زندگی کا مری مقصد تری خدمت ہوتا

تُجھ کو ہوتا نہ اگر میری محبّت کا یقیں
میں بھی ویرانے میں بیٹھا سرِ وحشت ہوتا

کچے دھاگے سے بندھا ، دوڑا چلا آتا میں
تُو بلاتا تو میں حاضر یوں بہ عُجلت ہوتا

تیرے کہنے سے عبادت کو مقدّم رکھتا
گو جہاں سارا بھی اس کے لئے غارت ہوتا

گر نہیں ایسا میں طارق ، یہ تمنّا ہے مری
میں نے جو سوچا ہے ، اے کاش نہ حسرت ہوتا

تر یہ دامن اگر نہیں ہوتا
اُس کو کھونے کا ڈر نہیں ہوتا

مسکرانا تو اس کی عادت ہے
ہم سے کیوں یہ ہنر نہیں ہوتا

جذبۂ عشق گر ہو سینے میں
کیا وہ زیر و زبر نہیں ہوتا

اور ہوتا ہے راستہ مشکل
جب کوئی ہمسفر نہیں ہوتا

گرچہ دیوار و در تو ہوں موجُود
ہر مکاں پھر بھی گھر نہیں ہوتا

گر صدف گود میں نہ لے اُس کو
کوئی قطرہ گُہر نہیں ہوتا

طُور ٹکڑے ہوا تھا کیونکر ، گر
پتھروں پر اثر نہیں ہوتا

طارق اس کو نہ آزما وہ خدا
کوئی عاجز بشر نہیں ہوتا

❀ ❀ ❀

اپنا جو عکس دیکھ لیا دل میں ، ڈر گئے
وہ جو حسین ہوتے تھے ، منظر کدھر گئے

افسانہ کیا سنائیں ، حقیقت بیاں کریں
کھوئے گئے کچھ ایسے جہاں میں کہ مر گئے

ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں معجزے
دل کتنے جن کو دیکھ کر ایماں سے بھر گئے

مقبول ہو گئے ہیں ہمارے وہی عمل
جو بے غرض ، کسی کی محبّت میں کر گئے

خیرہ نگاہ ہوتی تھی جن کی چمک سے وہ
مٹی میں ایک دن سبھی لعل و گہر گئے

وہ پیڑ جو لگا کے گئے اپنے ہاتھ سے
خود کتنے باغبان وہ کھا کر ثمر گئے

اک حادثہ نہیں ہے فقط زندگی یا موت
ہم امتحاں میں روز ہی شام و سحر گئے

طارق تمہیں نہ مل سکا اب تک بھی یہ سبق
کتنے بچے ہیں دن یہاں ، کتنے گزر گئے

چاند تم ہو تو چاندنی میں ہم
ورنہ رہ جاتے تیرگی میں ہم

تیری آواز سن کے آئے ہیں
ڈوب کر تیری نغمگی میں ہم

تُو نے رستہ ہمیں دکھایا تو
آ گئے تیری روشنی میں ہم

تُو نے جس یار سے ملایا ہے
پا گئے اُس کو زندگی میں ہم

ہم تو بھولے ہیں اپنے ماضی کو
کھو گئے زیست آخری میں ہم

ہم نہاں تھے جہاں کی نظروں سے
اب تو ظاہر ہیں شاعری میں ہم

دشمنی کر کے اُس سے کیا لینا
جس کو جیتے ہیں دوستی میں ہم

سب کو دیتے ہیں ہم دُعا طارق
گالیاں سُن کے " کافری " میں ہم

تم سے ایسی ہوئی شناسائی
اب مجھے کاٹتی ہے تنہائی

رازِ دل جاننے لگے ہیں لوگ
گرچہ ہے گفتگو میں گہرائی

سانس لینا بھی جب ہوا مشکل
تم نے اُلجھی یہ ڈور سُلجھائی

تیری خاطر ہمیں گوارا ہے
ورنہ منظور کب تھی رُسوائی

کچھ کمی ہی نہیں وفا میں جب
کیسے کہہ دے گا کوئی ہرجائی

چند لمحے ملے جو فرصت کے
تیری تصویر دل میں در آئی

آخری سانس تک ترے ہیں ہم
ہم نے سیکھی نہیں ہے پسپائی

ہم جو بِک جائیں دام اچھے ملیں
شہر میں ہو گئی ہے مہنگائی

طارق آتے ہیں دن خوشی کے اب
کان میں گونجتی ہے شہنائی

کیوں دلِ مضطر کی ہوتی بیقراری کم نہیں
جو تری اب تک ہوئی حاجت براری کم نہیں

دیکھ کر اس کو مجھے اکثر خیال آتا ہے یہ
جس کو مولیٰ نے عطا کی شہر یاری کم نہیں

خشک موسم تھا رہا گرچہ خزاں کا سامنا
اِس چمن کی اُس نے کی پر آبیاری کم نہیں

دوربیں اس کی نظر ہے ، اس کا دھیما ہے مزاج
دل میں اس کے مشکلوں میں بردباری کم نہیں

اس نے آ کر کر دیئے آزاد سوچوں کے طیور
جو اسیروں کی ہوئی ہے رستگاری کم نہیں

مُوردِ الزام ٹھہرائے گئے معصوم لوگ
ان پہ پھر ناحق ہوئی جو سنگباری کم نہیں

پوچھتے ہو کیا ہوا ہے اب وطن میرے کا حال
فوج تو ہو یا نہ ہو پر فوجداری کم نہیں

طارق اچھا ہی ہوا تم آ گئے باہَر میاں
دیس میں رہتے تو ہوتی شرمساری کم نہیں

ہوئے جُدا تو تری یاد کا کُھلا موسم
ملا نہ چین گو بدلا تو بارہا موسم

جلا نہ دے جو تمنّاؤں کا الاؤ ہے
بجھا نہ دے مری امّید کا دیا ، موسم

اگرچہ دھوپ کی شدّت، ہوا کی یورش ہے
قدم مرے نہ کبھی ڈگمگا سکا موسم

اگرچہ گردشِ ایّام میرے ساتھ نہ تھی
نہ میرے عزم کو لیکن ہلا سکا موسم

سلے ہیں لب جو ملے تھے مجھے احکام یہی
میں چپ رہا ہوں کہ کتنا بدل گیا موسم

یہ بادَلوں کو خبر ہے کہاں برسنا ہے
ہے میرے راستوں سے کتنا آشنا موسم

میں جگنو دیکھتا تھا رات کے اندھیرے میں
میں لوٹ آیا ہوں آیا جو چاند کا موسم

جو تُو بُلائے گا آ جائیں گے تُجھے ملنے
ہے تیرے شہر میں کیسا ذرا بتا موسم

یہاں تو دھوپ میں برسات ہوتے دیکھی ہے
کرے گا کون بھروسہ ، ہے بیوفا موسم

مجھے بھی خود سے جو ملنے کا اتفاق ہوا
پتہ کروں گا ، بھلا دل کا کیا رہا موسم

میں کر کے پار سمندر یہاں پہ آیا ہوں
جلائیں کشتیاں طارق کہ تھا کڑا موسم

اُس سے لگتا ہے کوئی دل کا ہے رشتہ میرا
وہ پرایا تو نہیں ، اپنا ہے لگتا میرا

میں تو بِن مول بھی تیار تھا بکنے کے لئے
اس نے بھی مول لگایا نہیں سستا میرا

تھا فقط اتنا ہی اعزاز بہت میرے لئے
سامنے اُس کے کبھی نام گزرتا میرا

کوئی بھی بات مری اُس سے تو پوشیدہ نہیں
جانتا ہے وہ سبھی حال گذشتہ میرا

میں تو ہر حال میں راضی تھا رضا پر اُس کی
وہ ہوا پھر جو تھا قسمت کا نوشتہ میرا

خوں شہیدوں کا بہا جب کہیں رنگین ہوا
کٹ گئے پھول کئی تب سجا گلدستہ میرا

ہے یقیں مجھ کو بہار آئے گی ہریالی لئے
شاخ سے جب رہا پیوستہ ہے پتّا میرا

کیوں ہر آہٹ پہ مجھے اس کا گماں ہوتا ہے
کب گیا چھوڑ کے تنہا مجھے رستہ میرا

میری ہر بات کو تحریر میں لے آتا ہے
بن کے بیٹھا ہے جو کندھے پہ فرشتہ میرا

ایک فرعون نے جاتے ہوئے بس اتنا کہا
تخت سمجھا تھا ، جسے بن گیا تختہ میرا

طارق اس بات کا کچھ لوگ برا مانیں گے
میں نے جو کچھ بھی کہا قول ہے شستہ میرا

کس قدر ہاتھ کی صفائی ہے
بے خبر لُٹ گئے ، دُہائی ہے

وصل کی ہو گی ایک آدھ گھڑی
کتنی لمبی مگر جُدائی ہے

اس سے ملنا ہوا تھا مشکل تر
لیکن آسان اب رسائی ہے

چل پڑے ہیں سو دیکھتے ہیں اب
کس نے یہ راہ آزمائی ہے

مانگ لے اس سے اس نے خود ہی تو
مانگنے کی ادا سکھائی ہے

وہ ہمارا ہے ، مان ہے اُس پر
بندگی میں ملی خدائی ہے

گو بظاہر نظر نہیں آتا
ہوتی مشکل یہ پارسائی ہے

صاف مجھ سے یہ کیوں نہیں کہتے
بات یہ میرے دل میں آئی ہے

طارق اب کہہ رہے ہو اتنا کچھ
پہلے یہ بات کیوں چھپائی ہے

حکم پہلا جو سنا ، جو تھا جہاں بیٹھ گیا
یاد ہے میں بھی کھڑا تھا تو وہاں بیٹھ گیا

جو بھی تیر اس نے چلایا وہ نشانے پہ لگا
کھینچ کر جب وہ محبّت کی کماں بیٹھ گیا

اپنے بندے سے وہ دیکھا ہے خدا کا رشتہ
کھول دی جس نے مقابل پہ زباں ، بیٹھ گیا

جس کا دعویٰ تھا کہ پکڑائے گا کشکول ہمیں
وہ سرِ دار ، تکبّر کا دھوُاں بیٹھ گیا

بعد خطبے کے جلا آگ میں اک طیّارہ
بن کے تاریخ میں عبرت کا نشاں بیٹھ گیا

پہلے غم تھا کہ نہیں خشکی میں ہوتیں فصلیں
اب کے سیلاب سے کہتے ہیں مکاں بیٹھ گیا

"وعظ" کرتے ہوئے وہ رات گزارے ساری
صبح کہتا ہے گلا دے کے اذاں بیٹھ گیا

بات توحید کی کرتا ہے زباں سے ہر دم
اُس کے دل میں ہے مگر عشقِ بتاں بیٹھ گیا

کیا بتاؤں کہ " مسلمان "کی حالت کیا ہے
دیکھ کر دل جو ہوا نوحہ کناں بیٹھ گیا

اب خلافت سے تعلّق ہی بچا سکتا ہے
دُور جو اس سے ہے وہ کر کے زیاں بیٹھ گیا

کچھ نہ کچھ اس پہ اثر بات کا میری ہو گا
دل میں گر میرا یہ اندازِ بیاں بیٹھ گیا

اب تو آغاز ترقّی کے نئے دور کا ہے
پیچھے رہ جائے گا طارق جو یہاں بیٹھ گیا

تُجھے عزیز تِرا سلطنت میں رہنا ہے
مگر ضروری تِرا خیریّت میں رہنا ہے

تُو سی کے لب بھی وہاں پر گزارا کر لینا
تجھے خموش اگر مصلحت میں رہنا ہے

کہیں جو آنا پڑے ملک چھوڑ کر تُجھ کو
جہاں تُو جائے اسی شہریت میں رہنا ہے

رہا تُو آج بھی دنیا کی چال سے غافِل
یہ بچپنا ہے کہ معصومیّت میں رہنا ہے

تُو سیکھ پایا نہیں داؤ عشق کے اب تک
ابھی کچھ اور تجھے تربیت میں رہنا ہے

ترے وجود سے وابستہ سرفرازی سب
جہاں رہے تجھے اب تمکنت میں رہنا ہے

نہ چھین پائے گا تجھ سے کوئی تِری خوشیاں
تُجھے بلندیٔ صد مرتبت میں رہنا ہے

تُو جس کے گھر میں ہے قسمت سے آ گیا طارق
ہمیشہ تُجھ کو اسی عافیت میں رہنا ہے

❀ ❀ ❀

خزانہ علم کا گرچہ کسی فاضل سے ملتا ہے
مگر اکثر خدا کے فضل کے حامل سے ملتا ہے

بہت ملتے ہیں مطلب کے لئے، چہرے سجا کر بھی
محبّت جو کرے دل سے، وہی مشکل سے ملتا ہے

بہت مدّت ہوئی اس سے نہیں ہے رابطہ میرا
خدا جانے ملے گا جب مجھے کس دل سے ملتا ہے

میں کر دوں پیش سب رُو داد، مجھ پر جو ستم گزرے
مگر دنیا میں اب انصاف کس عادل سے ملتا ہے

نہیں ہے چین گر دل کو تو ڈھونڈوں پھر مسیحا کو
علاجِ دردِ دل آخر کسی کامِل سے ملتا ہے

کہیں پر بیٹھ کر تنہا، سکوں وہ تو نہیں ملتا
خُدا میں جو فنا ہو کر دلِ بسمل سے ملتا ہے

اگر بلبل کے نغمے کی صدا پُر سوز ہوتی ہے
اُسے یہ سوز تو شاید دلِ گھائل سے ملتا ہے

دعا دیتا ہوں طارق عاشقوں کو ، وہ جنوں میں بھی
سبق جو دے گئے ہیں وہ کہاں عاقل سے ملتا ہے

❁ ❁ ❁

زندہ رہنے کے لئے پیار ضروری تو نہیں
ہو ، تو مت سمجھو ، کہ اظہار ضروری تو نہیں

کھانے پینے کی ضرورت تو سمجھ آتی ہے
روح کی جسم سے تکرار ضروری تو نہیں

آپ نے جس کی خموشی کو رضا جانا ہے
آپ جیسا ہو وہ ہشیار ضروری تو نہیں

قتل کر دیتے ہیں کچھ لوگ نگہ ڈال کے بھی
ہو کوئی ہاتھ میں ہتھیار ضروری تو نہیں

حق جتانے میں کئی حد سے گزر جاتے ہیں
اُن کو اس کا ہو ادھیکار ضروری تو نہیں

ہاتھ میں اپنے ہے کردار کی تعمیر اگر
آئے باہر سے ہی معمار ضروری تو نہیں

ہر جگہ حسن کا معیار الگ ہوتا ہے
کوئی الّھڑ سی ہو مٹیار ضروری تو نہیں

قدرتی حسن خدا داد اگر مل جائے
پھر تصنّع کے یہ سنگھار ضروری تو نہیں

لوگ اخلاق کے قائل تو بہت ہیں لیکن
اعلیٰ رکھتے ہوں وہ کردار ضروری تو نہیں

گفتگو اُس سے ہوئی مان لیا تھا میں نے
اس کا ہو جائے گا دیدار ضروری تو نہیں

مانا طارق ہے بڑا حلقۂ احباب ترا
ہوں وہ سب تیرے پرستار ضروری تو نہیں

عروج کس کا ہوا ، کون لازوال ہوا
جو تیرا ہو گیا ، کیسا وہ با کمال ہوا

نگاہ تُو نے جو ڈالی تو چین آیا ہے
ہمارے دل کا بھی موسم ہے کچھ بحال ہوا

تری گلی سے مہک تیری آ ہی جاتی ہے
جہاں بھی تُو گیا گلشن وہ بے مثال ہوا

ترس گئے تھے ملاقات کو تو دیوانے
اگرچہ ملنا تھا کچھ دیر کو محال ہوا

مُقابلے پہ ترے حُسن کے جو آئے تھے
غرور کتنوں کا دیکھا ہے پائمال ہوا

نظیر جس کی بنا ہے تُو حسن و احساں میں
نہ اس سے بڑھ کے کوئی صاحبِ جمال ہوا

اب آ کے مِل ، کہ تری یاد اب ستاتی ہے
نہ پوچھ تیرے بِنا کیا ہمارا حال ہوا

گھڑی جُدائی کی طارق لگے کٹھن اتنی
ہمارا دن بھی لگے جیسے ماہ و سال ہوا

یہاں سے سب چلے ، اگلے نگر نہ جائیں گے ؟
چلے تو منزلوں کو ہم سفر نہ جائیں گے؟

تمام عمر گزاری ہے جن کے قدموں میں
ہمیں وہ ساتھ لئے راہبر نہ جائیں گے؟

کھلی کتاب کی صورت ہے زندگی اپنی
پڑھے بغیر نظر سے گزر نہ جائیں گے

وہ آ گئے ہیں جو ملنے تو یہ غنیمت ہے
جو کہہ رہے تھے کسی کے بھی گھر نہ جائیں گے

ہُوا اداس ہے جنگل، عجب ہے سنّاٹا
ہوا چلی تو یہ پتّے بکھر نہ جائیں گے ؟

صدائیں خامُشی میں اور سنائی دیتی ہیں
کہیں پہ دل میں چھپے کیا یہ شر نہ جائیں گے ؟

کہاں کہاں پہ وہ کرتا نہیں معاف کبھی
اگر یہ جان لیں ، ہم پھر سُدھر نہ جائیں گے؟

قدم قدم پہ خطائیں جو ہو گئیں ہم سے
حساب ان کا جو دیں گے تو مر نہ جائیں گے؟

جنہیں ہے وصل کی خواہش کریں وہ تیّاری
خدا کے سامنے کیا ہم بشر نہ جائیں گے؟

فرشتے لے کے کتابیں جو حاضری دیں گے
وہاں پہ وہ بھی تو پھیلا کے پر نہ جائیں گے؟

جو غافِل ذکر سے ہوتا نہیں ہے
سکونِ دل کبھی کھوتا نہیں ہے

عمل ان پر اگر اپنا نہ ہو تو
فقط باتوں سے کچھ ہوتا نہیں ہے

حساب اپنا رکھے جو روز و شب کا
وہ لمبی تان کر سوتا نہیں ہے

خوشی میں جو کرے دوجے کو شامل
وہ تنہا غم میں پھر روتا نہیں ہے

ملے گا کیسے نفسِ مطمئنّہ
اسے ہل میں اگر جوتا نہیں ہے

کہے کیسے جو دیکھے ماہِ کنعاں
حسیں اسحٰق کا پوتا نہیں ہے

بھلا کیسے ہو کفّارہ کوئی جب
کسی کا بوجھ تو ڈھوتا نہیں ہے

اگر موقع ملا توبہ کا طارق
گنہ کے داغ کیوں دھوتا نہیں ہے

❀ ❀ ❀

حوادث کا مسلسل سامنا ہے
سبب کیا ہے یہ کس کو جاننا ہے

کٹھن ہے یہ سفر ، جب لڑکھڑائے
تو کس نے ہاتھ بڑھ کر تھامنا ہے

کہیں یہ وہ زمانہ تو نہیں ہے
کہ خنجر ہر کسی نے تاننا ہے

مسیحا نے اترنا تھا زمیں پر
ہوا مشکل اسے کیوں ، ماننا ہے

اگر مہدی کا دعویٰ ہو کسی کا
ثبوت اس کا تو اس سے مانگنا ہے

ذرا سوچیں اگر آیا ہے کوئی
اسی سے ، اس کے بارے جاننا ہے

خدا نے عقل دی ہے گر تو سمجھیں
جہالت کا کہاں پر سامنا ہے

اگر دیں میں نہیں ہے جبر کوئی
تو آساں جھوٹ سچ پہچاننا ہے

ہمارا کام ہے آگاہ کرنا
تمہارا کام حق کو چھاننا ہے

مٹا کر نفرتوں کو ہم نے طارق
محبّت کو دلوں میں ٹھاننا ہے

زیست اپنی بھی کتنی سادہ رہی
کوئی خواہش نہیں زیادہ رہی

دل کا آنگن رہا کھلا اتنا
جو بھی آیا گلی کُشادہ رہی

میں نے جتنا سفر کیا تنہا
آس ، بن کر مرا ارادہ ، رہی

سنگِ مرمر سے جو مزیّن تھی
سُرخ قالین میرا جادہ رہی

جانے کیوں اس کے میرے بیچ کوئی
چپ کی دیوار ایستادہ رہی

اُس سے نسبت تھی اک محبّت کی
بس وہی میرا خانوادہ رہی

کوئی نیکی کہیں ہوئی ہو گی
بن کے پردہ مرا لبادہ رہی

طارق آئی ہے یاد جب تیری
اُڑ کے آئی ، کہاں پیادہ رہی

حسن و جمال ، عاشقی ، پگلوں کی داستاں
دیکھے خرد ، ستارے بناتی ہے کہکشاں

غفلت میں ہی گزار دی اب تک کی زندگی
ہم سے تو دور ہو سکیں اب تک نہ سُستیاں

چاہت میں اس کی دو قدم آگے جو بڑھ گئے
اب واپسی کا دل میں بظاہر نہیں گُماں

علم الیقین سے ہمیں اتنا پتہ چلا
جلتی ہے آگ جب کہیں اُٹھتا تو ہے دُھواں

آئے ہیں میکدے میں تو احساس یہ ہوا
پیتے ہیں جام روز جو رہتے ہیں مست یاں

اک مست حال کی نظر ہم پر بھی ہے پڑی
دل رقص کرے آنکھ سے ہیں اشک بھی رواں

ہم دشت دشت پھر کے بھی جس کو نہ پا سکے
آئے درِ حبیب پہ تو مل گیا یہاں

طارق گزر گئی جو نشیب و فراز میں
دیکھی ہیں زندگی میں حسیں بھی تو وادیاں

کسی کا دل جو دُکھائے ، نہ ایسی بات کرو
نہ سوچ یہ رکھو کہ ہر کسی کو مات کرو

خیال رکھو کسی کی نہ ہو کہیں تحقیر
ہو انکسار ، نمایاں نہ اپنی ذات کرو

نظر میں نیکی کسی کی ہو باعثِ اعزاز
نہ فخر کی کوئی بنیاد ، ذات پات کرو

جو پیش ہو کوئی مشکل تو پھر خدا کے سوا
دراز اوروں کے آگے نہ اپنا ہات کرو

کبھی نہ بھولو کہاں تھے کہاں پہ پہنچے ہو
بیان دل پہ جو گزری ہے واردات کرو

اضافہ علم میں ہو اس قدر کہ انساں کو
ہو فائدہ بھی ، جو تسخیرِ کائنات کرو

جو کامیابی تمہارے قدم کبھی چومے
تو شکر اپنے خدا کا بھی ساتھ سات کرو

تمہاری ساری نمازیں ، تمہاری قربانی
ہوں سب اسی کے لئے یوں بسر حیات کرو

خدا کی نعمتوں کا شکر ہے یہی طارق
ہو ان کا تذکرہ ہر بات میں یوں بات کرو

خوشی وہ ، نہیں جس کی حد ، مل گئی ہے
کہ داد ایسے جیسے ، رسد مل گئی ہے

یہ شاعر بھی ہوتے ہیں کچھ کچھ پیمبر
روایت یہ اک مستند مل گئی ہے

محبّت کا قصّہ الگ ہے یہ سب سے
جنوں سے جو آ کر خرد مل گئی ہے

جسے نکتہ چینی ہو کرنا وہ کر لے
یہ عزّت مجھے تا ابد مل گئی ہے

حسد کرنے والے تو کرتے رہیں گے
انہیں نیّتِ ردّ و کد مل گئی ہے

جلیں آگ میں اپنی خود ہی جلا کے
سزا ان کو کر کے حسد مل گئی ہے

جو ہیں مہرباں ، سب ہی لگتے ہیں پیارے
ہیں استاد ، جن کی مدد مل گئی ہے

مجھے شاعری کی جو آقا سے اپنے
پسندیدگی کی سند مل گئی ہے

میں ممنون ہوں ہر گھڑی ان کا طارق
خوشی یہ تشکّر بہ صد مل گئی ہے

وہ جس پہ چل رہی تھی مرا راستا نہ تھا
پر چھوڑ جائے گی مجھے اتنا پتا نہ تھا

وہ اپنے گھر چلی گئی پوچھے بنا مجھے
اس میں مرا قصور تو کوئی ذرا نہ تھا

وہ مجھ سے پھیر کر نظر آگے گزر گئی
میں جیسے اجنبی تھا وہاں پر کھڑا نہ تھا

انجان پھر سے ہو گئے ہیں جان بوجھ کر
جیسے ہمارے درمیاں رشتہ ہوا نہ تھا

اس کو سمجھ نہیں سکا اتنا قصور تھا
جیسا وہ چاہتی تھی میں وہ بن سکا نہ تھا

میں سوچتا ہی رہ گیا ایسا بھی کیا ہوا
اس کے لئے یہ امتحاں ایسا کڑا نہ تھا

پوچھے کوئی تمہارا وہ رشتہ تھا کیا ہوا
کہتا ہوں زندگی کا مجھے تجربہ نہ تھا

اس میں قصور کیا مرا تھا فرض جان کر
طاعت کو والدین کی میں چھوڑتا نہ تھا

اب چاہتا ہوں جو بھی مرا ہم رکاب ہو
وہ یہ نہ کہہ سکے میں اسے جانتا نہ تھا

طارق سنا کے داستاں کوئی چلا گیا
میں سوچتا رہا کہ وہ دل کا بُرا نہ تھا

جب گیا اٹھ کے تو یاد اس کی بہت آئی ہے
اب وہ آیا ہے تو رخصت ہوئی تنہائی ہے

اس کے اک لمس سے پاتے ہیں شفا دل کے مریض
مُردہ روحوں کو جِلا دے وہ مسیحائی ہے

آسماں دور تلک صاف نظر آتا رہا
بادَلوں نے کہیں برسات تو برسائی ہے

جب اندھیرے سے اجالے میں چلے آئے ہیں
تُو نظر آئے گا ، آنکھوں میں جو بینائی ہے

معرفت اہلِ صفا کو ہی عطا ہوتی ہے
پاک دل لوگوں کی ہی اس سے شناسائی ہے

کون کہتا ہے مجھے بھیج کے پوچھا بھی نہیں
ہر قدم اس نے تو کی میری ، پذیرائی ہے

دل سے آنکھوں کے تعلّق کا تب احساس ہوا
دل میں جب درد اُٹھا ، آنکھ بھی بھر آئی ہے

طارق آتے ہیں وہ دن جلد کہ خوشیاں ہوں گی
میرے کانوں نے سنی تو کوئی شہنائی ہے

دن بھر ، رنگیں پھولوں کا نظّارہ آنکھ کو بھائے
رات کی رانی چپکے چپکے آنگن کو مہکائے

سیپ میں پڑ کر بوند اک پانی بھی موتی بن جائے
دریا تو ساگر میں مل کر ساگر ہی کہلائے

مدھم مدھم سُر میں جب کوئی بنجارا گائے
دل میرا آواز سنے تو کاہے کھینچا جائے

ساون گزرا ، برہن ترسے ، اب تو کوئی آئے
آس لگی ہے آ کر پیاسے من کی پیاس بجھائے

جیون بیٹھے بیٹھے یونہی ایسے کون بِتائے
ندی کنارے بیٹھ کے ناؤ کیسے پار لگائے

ہم نے پیار سے چاند کہا تو وہ اس پر شرمائے
چاند نگر کی باتیں سن کر ہولے سے مُسکائے

دھیرے دھیرے دل میں کوئی پیار کی جوت جگائے
سپنوں میں پھر آ کر ساری ساری رات ستائے

جیون کا مقصد ہے کوئی، یونہی یاں نہ آئے
طارق کیسے کیسے ، لوگوں کو یہ گُر سمجھائے

وہ سب کے ساتھ تھا لیکن مجھے لگا تنہا
اسی سے بزم کی رونق تھی پر وہ تھا تنہا

اگرچہ سامنا اس کا رہا اندھیروں سے
مگر وہ نور کا پیکر تھا اک دیا تنہا

بلند عزم تھا اس کا ، عظیم ہمّت تھی
جو آئے طوفاں ، مقابل کھڑا رہا تنہا

چراغِ معرفت تھا ، علم کا سمندر تھا
وہ دُور بیں تھا ، بہت دُور تک گیا تنہا

دُکھوں سے دوسروں کے بیقرار رہتا تھا
دعائے نیم شب اس کی تھی اور خدا تنہا

کلام اس کا روانی میں جیسے دریا تھا
چلا وہ ساتھ ، نہ رویا نہ خود ہنسا تنہا

جو بات کہتا ، خدا اس کو پوری کر دیتا
نہیں تھے ہم ہی کہ دیکھا یہ معجزہ تنہا

خدا نے اس کو مطہّر بنایا تھا طارق
وہ پاک کر کے دلوں کو چلا گیا تنہا

لگا تھا دل پہ اچانک جو تیرِ یار کا زخم
بھرا نہیں ہے وہ اب تک نظر کے وار کا زخم

ہمیشہ رِستا رہا ہے وہ میری یادوں میں
خزاں میں اور ہرا ہو گیا بہار کا زخم

مرا بدن نہیں زخمی ہوا ہے پتھر سے
گلاب نے یہ دیا ہے نہیں ہے خار کا زخم

مجھے عزیز رہا درد جو ملا تُجھ سے
لگا جو راستے میں تیرے ، سنگسار کا زخم

زمین ہی نہیں شاہد ہے آسماں اس پر
کہاں کہاں نہ لگا دل پہ انتظار کا زخم

نصیبِ چارہ گری ، ہے اگر تِرا ملنا
بھرے گا جلد مرا جو لگا ہے پیار کا زخم

ہوئی ہے جب بھی ملاقات ہو گیا تازہ
تری نگاہ کا جوں تیغِ آب دار کا زخم

چھلک گئی ہیں جو آنکھیں کھلا ہے راز اس کا
چھپا کے رکھا تھا ہم نے دلِ فگار کا زخم

ہے راس آ گئی طارق ہمیں یہ ویرانی
کوئی جو دیتا نہیں طعنِ تیز دھار کا زخم

زمین بھی ہے مری ، آسمان بھی میرا
میں اُس کا ہو گیا تو سب جہان بھی میرا

غنیم چاہتا ہے بس چلے اگر اس کا
وہ ہر جگہ سے مٹا دے نشان بھی میرا

کہا جو اس نے تو پھر یاد بھی نہیں آئی
وگرنہ گاؤں میں تھا تو مکان بھی میرا

صدائے شب میں ہے شامل رہی مری آواز
کہ خامُشی سے ہوا امتحان بھی میرا

میں شہر والوں کے دکھ بانٹنے چلا آیا
اگرچہ چلنے کو تھا کاروان بھی میرا

نہیں ہے فکر کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا
نکالا قبر سے جو استخوان بھی میرا

مرا تو سائے میں بھی بیٹھنا گراں گزرا
اکھاڑ لے گیا وہ سائبان بھی میرا

گیا جو سیر کو طارق ، خراب تھا موسم
نہ تھا وہاں پہ کوئی ہم زبان بھی میرا

اب کے برسے گی جو آنکھوں میں گھٹا چھائی ہے
پھر مجھے آج تری ٹوٹ کے یاد آئی ہے

یوں تو اک عرصہ ہوا تجھ سے ملے لیکن، کب
تیری تصویر، تصوّر میں بھی دھندلائی ہے

آج کل رہتا ہوں مصروف تری یادوں میں
اور کرنے کو ہے کیا باقی ، کہ تنہائی ہے

پھر ہوئی شام تو بوجھل ہوا چلنا مجھ کو
پھر سے تنہائی تری یاد اُٹھا لائی ہے

یاد آئے تو اسے کیسے کہوں مُڑ جائے
دیکھ کر بزم کی رونق یہ چلی آئی ہے

وقت کب تک مرے زخموں پہ لگاتا مرہم
ہے غنیمت جو ملا دورِ مسیحائی ہے

طارق ان یادوں سے کہہ دو نہ پریشان کریں
ہوتی جاتی نئے لوگوں سے شناسائی ہے

لوگ کہتے ہیں یوں نہیں جاتا
عشق ہو تو جنوں نہیں جاتا

مبتلا ہو گئے تو کیا شکوہ
عارضہ دل سے کیوں نہیں جاتا

آ ہی جاتا ہے اب بھی اس کا خیال
لاکھ کوشش کروں نہیں جاتا

سارے مرہم لگا کے دیکھ لیا
پر یہ دردِ دروں نہیں جاتا

مسکراتا ہوا حسیں چہرہ
اس پہ جو ہے سکوں نہیں جاتا

گو نگاہوں سے قتلِ عام کرے
وہ تو گھر سر نگوں نہیں جاتا

جانے کتنوں کو مار ڈالے وہ
لگ گیا منہ کو خوں نہیں جاتا

وہ تو اب بھی کھڑا ہے بت بن کے
سامنے جوں کا توں نہیں جاتا

آ گیا ہوں جو اس کے در پر میں
اب جیوں یا مروں ، نہیں جاتا

عکس دکھلائے جو بھی آئینہ
میں نہ جب تک ہٹوں ، نہیں جاتا

جب بھی موقع ملا تو پوچھوں گا
کیوں یہ حالِ زبوں نہیں جاتا

اس نے خود جب بلا لیا طارق
کون ہوں جو کہوں نہیں جاتا

❀ ❀ ❀

کب کہا میں نے کہ حالات بدل سکتا ہوں
ہاں جو کوشش کروں ، جذبات بدل سکتا ہوں

گر ترے پاس نہ ہو وقت ابھی ملنے کا
جیسا تُو چاہے میں اوقات بدل سکتا ہوں

سوچتا ہوں کہ کروں کیا جو پسند آ جائے
تُو جو راضی ہو خیالات بدل سکتا ہوں

باتوں باتوں میں یہ اندازہ لگایا ہو گا
میں نہیں وہ جو کہے بات بدل سکتا ہوں

روز و شب میرے گزرتے ہیں خیالوں میں ترے
تو جو مل جائے تو دن رات بدل سکتا ہوں

دی گئی ہے مجھے تسخیر کی طاقت اتنی
بسکہ یہ ارض و سماوات بدل سکتا ہوں

تو جو ہو میکدے جانے کی ضرورت کیا ہے
تیری خاطر تو میں عادات بدل سکتا ہوں

ہے یقیں مجھ کو جو میں کرنے پہ آؤں طارق
میں ستاروں کے بھی اثرات بدل سکتا ہوں

عقیدت ہے وہی ، اظہار کا منظر نہیں بدلا
ہیں سجدے قبر پر ، دربار کا منظر نہیں بدلا

وہی دھوکہ ، وہی ہے بھاؤ تاؤ اور وہی گاہک
ہمارے ہاں تو کاروبار کا منظر نہیں بدلا

ہیں اپنا کام خود کرنے سے گھبراتے یہاں اکثر
ملازم اور ساہوکار کا منظر نہیں بدلا

یہاں پر کام کوئی بھی بنا رشوت نہیں ہوتا
سفارش اور رشتے دار کا منظر نہیں بدلا

الیکشن تو بڑے باقاعدہ ہوتے ہوئے دیکھے
بدلتے چہرے ہیں ، سرکار کا منظر نہیں بدلا

نظر آتے ہیں سوداگر یہاں انسان کے بھی تو
یہ بدلیں کار پر کردار کا منظر نہیں بدلا

حسیں گوشے بھی ہیں کچھ دیکھنے کو شہرِ ویراں میں
کہ لالہ زار میں گلزار کا منظر نہیں بدلا

جو برسوں بعد دیکھا جُھک کے ہم نے اپنے سینے میں
وہاں طارق ، دلِ بیمار کا منظر نہیں بدلا

❁ ❁ ❁

دلوں میں ہم نے محبّت کو زندہ رکھنا ہے
جو ہو سکے تو مروّت کو زندہ رکھنا ہے

مدد کسی کی ضروری تو ہے مگر ہم کو
ہر ایک نفس کی عزّت کو زندہ رکھنا ہے

بہادری تو دکھاتے ہیں پہلواں بھی ، پر
ہمیں کلام کی جرأت کو زندہ رکھنا ہے

سلامتی کی صدا یوں تو سب ہی دیتے ہیں
رگوں میں ہم نے شرافت کو زندہ رکھنا ہے

ہے گہرا ہو گیا باطل کا ہر طرف سایہ
ہے روشنی جو، صداقت کو زندہ رکھنا ہے

نہ ختم ہو سکے قربانیوں کی روح کبھی
ہمیں وہ جذبہ اطاعت کا زندہ رکھنا ہے

پرندہ گھونسلے سے جو کہ کر گیا پرواز
اسے بھی اڑنے کی طاقت کو زندہ رکھنا ہے

ہمیں بھی نیند تو پیاری ہے اپنی راتوں کی
پسند روحِ عبادت کو زندہ رکھنا ہے

رہیں گے فیصلے کے منتظر سبھی اس روز
ہمیں خدا نے قیامت کو زندہ رکھنا ہے

کچھ اس لئے بھی ہے طارق ہوئی یہ زیست عزیز
عطا ہوئی تو امانت کو زندہ رکھنا ہے

گلشن میں اب کے پھول کھلیں گے بہار میں
کاٹی ہے ساری عمر اسی انتظار میں

کچھ آرزوئے وصل میں راتیں بسر ہوئیں
کچھ کٹ رہے ہیں دن اب اسی اضطرار میں

اس سے جو گفتگو ہوئی تو بات یہ کھلی
کچھ لذّتِ وصال ہے گفتارِ یار میں

دل کا معاملہ ہے یہ وہ جانتا ہے سب
دیدار کی طلب نہیں ہے ، اختیار میں

ہنگامۂ جہاں میں جو کھوئے وہ جانیں کیا
ہوتا ہے لطف جو رکھا صبر و قرار میں

اب حادثات کا ہمیں کوئی نہیں ہے ڈر
آئے ہوئے ہیں دیر سے ہم کارزار میں

طارق گزر گئی جو اسے اب بھلا بھی دو
کیا کیا بیاں کرو گے یہاں ، رہ گزار میں

کہیں پہ تیرِ نظر دل کے پار ہونا تھا
اُٹھی نگہ تو کسی نے شکار ہونا تھا

اُٹھا دیا جو نقاب اس نے اپنے چہرے سے
تو ظلمتوں نے وہاں تار تار ہونا تھا

سفر میں ساتھ ملا ہے سو وہ غنیمت ہے
اکیلے راہ میں تو سوگوار ہونا تھا

بتا گیا تھا کوئی لوٹ کے میں آؤں گا
ہمیں کسی کا تو پھر انتظار ہونا تھا

یقیں دلا گیا ہے وقت پر ہمیں آ کر
تو اس کی بات پہ بھی اعتبار ہونا تھا

وہ آیا بام پہ آرائشِ جمال کئے
ہر ایک دل پہ پھر اس کا تو وار ہونا تھا

جنوں میں چاک گریباں جو دشت میں آئے
ہمارا عاشقوں میں پھر شمار ہونا تھا

نظر جو آ گیا طارق ہمیں جمال اس کا
ہزار جان سے اس پر نثار ہونا تھا

ہوں تشنہ لب ، بیاباں کھیلتا ہے
سرابوں سے جو میداں کھیلتا ہے

بھنور کا ڈر نہیں ناؤ کو باقی
کہ باہر اس سے طوفاں کھیلتا ہے

کبھی راتوں کو جھیلوں میں بھی دیکھو
ستاروں کا چراغاں کھیلتا ہے

اگر بچے سے بچپن چِھن گیا ہو
تو درد آنکھوں میں پنہاں کھیلتا ہے

غریب آئے جو طاقتور کے قابو
پکڑ کر وہ گریباں کھیلتا ہے

کوئی قسمت کا مارا زندگی میں
نصیبوں سے پریشاں کھیلتا ہے

خوشی جس کے مقدّر میں لکھی ہے
وہ کُھل کے صد بہاراں ، کھیلتا ہے

ملیں جس کو مرادیں ساری ، طارق
انہی یادوں میں شاداں کھیلتا ہے

بات سننا بھی ہماری جو گوارا کرتے
کیسے ممکن تھا کہ وہ ہم سے کنارا کرتے

رات گزری ہے اب آئی ہے سحر ہونے کو
پیار گر ہوتا ، کہیں ذکر ہمارا کرتے

چاند کو دیکھ کے تاروں کو بھی جوش آیا ہے
چاہتے ہیں کہ وہ لو اپنی دوبارہ کرتے

تم سے الفت کی تمنّا رہی بار آور پر
کیا تمہیں جیت کے دل اپنا بھی ہارا کرتے

تم کو گر ہم سے شکایت تھی ہمیں کہہ دیتے
کوئی شکوہ یا گلہ ہم سے خدا را کرتے

حادثے ایسے بھی دنیا میں تو پیش آتے ہیں
راستہ بھول گئے کوئی نظارا کرتے

ہم نے خود اپنی نگاہوں سے اُٹھایا نہ نقاب
حوصلہ ہی نہ پڑا ، دید کا یارا کرتے

سنتے رہتے تھے نظر لگنے کے قصے طارق
چاہیئے تھا کہ نظر اس کی اتارا کرتے

خموشی کو محبّت کی زباں سمجھا نہیں جاتا
نگاہوں سے عیاں ہو جو نہاں سمجھا نہیں جاتا

جو چہرے سے نظر آئے ، جو بن کر اشک بہہ نکلے
ستم ہے گر اسے ضبطِ فغاں سمجھا نہیں جاتا

شجر پر مل بھی جاتی ہے جگہ آرام کرنے کو
نہ ہوں گر چار تنکے ، آشیاں سمجھا نہیں جاتا

اگرچہ عمر لمبی سو برس سے بھی زیادہ ہو
مگر اس کو حیاتِ جاوداں سمجھا نہیں جاتا

بیاباں میں کہیں گر پھول بھی دو چار اگ آئیں
کسی صورت انہیں تو گلستاں سمجھا نہیں جاتا

لُٹا دی جان تک اپنی وطن کی گو حفاظت میں
ہمیں پھر بھی چمن کا باغباں سمجھا نہیں جاتا

قیامت ہو ، اگر دنیا کا نقصاں ہو ذرا سا بھی
مگر کھویا جو ایماں تو زیاں سمجھا نہیں جاتا

کسی کی جو مدد کر دے تو کہلاتا ہے دیوانہ
ستانا بےکسوں کو تو گراں سمجھا نہیں جاتا

ہمیں حیرت ہے طارق اس زمانے کی کسوٹی پر
جو مل کر کھود لیں سارے ، کنواں سمجھا نہیں جاتا

ہماری راحتِ جاں ہو گئے جو غم نہ بیچیں گے
لگائی تم نے جو قیمت بھی ہو گی کم ، نہ بیچیں گے

ہمیں اک دوسری دنیا نظر آتی ہے اس میں تو
ملا محبوب کے ہاتھوں جو جامِ جم ، نہ بیچیں گے

جو خود تیّار کر کے دے گیا ہے اپنے ہاتھوں سے
مسیحا سے ملا زخموں کا جو مرہم نہ بیچیں گے

ہوئے ہیں جب اسیر ان کے ، رہائی بھی جو مل جائے
کبھی محبوب کی زلفوں کے پیچ و خم نہ بیچیں گے

ہمیں شکوہ ہوا بھی تو نہ بولیں گے رہیں گے چپ
کسی قیمت وطن کی آن کا پرچم نہ بیچیں گے

وہ راضی ہو تو سب کچھ بیچ ڈالیں اس کی خاطر ہم
ذرا سا گر مزاجِ یار ہو برہم ، نہ بیچیں گے

سکونِ قلب کا سودا اگر کرنے کوئی آئے
ہزاروں بھی اگر اس کے ملیں دِرہم ، نہ بیچیں گے

ہمیں طارق فقط اس کی محبّت کی ضرورت ہے
یہ جاں بھی گر وہ مل جائے تو کیونکر ہم نہ بیچیں گے

❁ ❁ ❁

اُکھلی میں سر جو دے دیا کرنا ہے ہائے ہائے کیوں
جیتیں گے ہر قدم پہ ہم کوئی ہمیں ہرائے کیوں

لب پہ حکایتیں بھی ہیں دل میں شکایتیں بھی ہیں
کہتے ہیں جو بھی کہہ سکیں کوئی بھی چپ کرائے کیوں

پہلے کہا تھا سوچ لو بڑھتے قدم کو روک لو
تم تو نکل گئے تھے پھر لوٹ کے گھر کو آئے کیوں

اپنی طرف سے زور تو جتنا لگا ، لگا لیا
ختم نہ ہو سکے جو ہم پھر کوئی تلملائے کیوں

گرچہ تمام عمر وہ سایہ ہی ڈھونڈتے رہے
کہتے ہیں آ کے اب یہاں بڑھتے ہیں جلد سائے کیوں

بیٹھے بٹھائے پڑ گئیں جھولی میں جس کے روٹیاں
اُٹھ کے حلال کی کبھی روزی یہاں کمائے کیوں

ہم نے سنا ہے دوسروں کو جو بھی داد مل گئی
اب کسی داد کے بغیر ،کوئی غزل سنائے کیوں

پان ،قوام سے تواضع کی گئی تھی پر انہیں
اس پہ بھی اعتراض ہے ہم کو ملی نہ چائے کیوں

دل کی نوائے درد تُو سب کو سنا تو دے مگر
دنیا کی داستانِ غم تجھ کو یہاں رُلائے کیوں

❀❀❀

میکدے سے جو ترے جام لے کے آئے ہیں
دل کی سرمستی ، سرِشام لے کے آئے ہیں

جب تری راہ پہ چلنا ہی سعادت جانا
آبلے پاؤں پہ انعام لے کے آئے ہیں

نفرتوں کا تو تصوّر ہی نہیں ہے دل میں
وہ تو الفت ہی کا پیغام لے کے آئے ہیں

ظلم کا دور کہیں باقی ہے اب تک شاید
یہ جو دشمن نئے دُشنام لے کے آئے ہیں

مسکراتے ہوئے دیکھا جو ہمیں ظلم کے بعد
وہ نیا اب کوئی الزام لے کے آئے ہیں

ہم یہ سمجھے وہ محبّت پہ یقیں رکھتے ہیں
وہ تو دل میں کئی اوہام لے کے آئے ہیں

نام وہ لیتے خدا کا ہیں بظاہر لیکن
وہ کئی سینے میں اصنام لے کے آئے ہیں

بُغض ہو دل میں تو سچائی کہاں دِکھتی ہے
ڈر لگے کیسا وہ انجام لے کے آئے ہیں

زورِ بازو سے مسلمان کریں گے طارق
وہ زبردستی کا اسلام لے کے آئے ہیں

اگر چلنا کسی کے نقشِ پا پر اک سعادت ہو
قبول اس کی سمجھ لو زندگی بھر کی ریاضت ہو

نہ دل اپنا رہے باقی نہ جاں کو کہہ سکے اپنا
غرض سارا بدن اپنا اسی کی پھر امانت ہو

کہاں عقل و خرد سے واسطہ رہتا ہے مجنوں کو
گریباں چاک پھرنا دشت میں اس کی علامت ہو

ملے صحبت جو میرِ کارواں کی ساتھ چل دیں ہم
نظر اس کی اگر پڑ جائے ، دل پر اک قیامت ہو

خدا جب ناخدا بن جائے ، کشتی پھر کہاں ڈوبے
وہ منزل پر پہنچ جانے کی ایسی اک ضمانت ہو

یہ اس کا کام ہے وہ مشورہ مانے یا نہ مانے
جو کہہ دے اس کو کر لینا بہر صورت ، اطاعت ہو

بچھڑ جاتے ہیں جو بھی کارواں سے ہوں وہ خطرے میں
خدا جانے یہ کیسے پھر بھی لوگوں سے حماقت ہو

ہمیں طارق ملا وہ رہنما جس نے یہ دکھلایا
محبّت گر کرو انساں سے یہ بھی اک کرامت ہو

تحریکِ جدید

دینِ حق کی شان بڑھاتی ہے تحریکِ جدید
دعوتِ حق کو جو پھیلاتی ہے تحریکِ جدید

دل نئے جذبوں سے گرماتی ہے تحریکِ جدید
نورِ ایماں سے جو چمکاتی ہے تحریکِ جدید

حق کے متلاشی چلے آتے ہیں سارے اس طرف
بیعتیں دنیا میں کرواتی ہے تحریکِ جدید

علم کی ہو روشنی، کھولے ادارے ہر جگہ
مسجدیں دنیا میں بنواتی ہے تحریکِ جدید

جسم کی ہو بھوک یا ہوں تشنہ لب روحیں کہیں
مائدہ گھر گھر میں پہنچاتی ہے تحریکِ جدید

مصلحِ موعود نے کی پیش ، نازک وقت میں
یاد وہ لمحات کرواتی ہے تحریکِ جدید

قادیاں میں مجلسِ احرار کی یلغار کا
کیا ہوا انجام ، دکھلاتی ہے تحریکِ جدید

جب ضرورت ہو کسی بھی ملک میں دینی کوئی
آگے بڑھ کر کام آ جاتی ہے تحریکِ جدید

سادگی اس نے سکھائی تا کریں قربانیاں
وقف کرنا وقت ،سکھلاتی ہے تحریکِ جدید

ہم کریں تبلیغ باہَر جا کے ہندوستان سے
مال اور اولاد چھڑواتی ہے تحریکِ جدید

ہم لکھیں دشمن کے لٹریچر کا خوبی سے جواب
ہم سے لیکچر بھی یہ دلواتی ہے تحریکِ جدید

کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں سمجھیں ہم نہ عار
ہم سے چھوٹے کام کرواتی ہے تحریکِ جدید

عورتوں کے سارے حق بھی ہوں ادا اچھی طرح
راستے بھی صاف کرواتی ہے تحریکِ جدید

قادیاں میں ہو سکے تو ہم بنائیں اک مکاں
اور امانت ہم سے رکھواتی ہے تحریکِ جدید

ہم دعا سے ساتھ دیں اس کا کہ ہم ہیں جانتے
سامنے رب کے یہ لے جاتی ہے تحریکِ جدید

ہیں وکیل اس کے جو عہدیدار ہیں ان کی بھی تو
عزتیں دنیا میں بڑھاتی ہے تحریکِ جدید

کون ہے دعوے میں سچا، دین سے کس کو ہے پیار
آزمائش کے لئے آتی ہے تحریکِ جدید

پنج ہزاری جو مجاہد بڑھ گئے ایثار میں
ان کے جذبے یاد کرواتی ہے تحریکِ جدید

ہم بھی قربانی کے دیکھیں روز ایسے واقعات
یوں لگے تاریخ دہراتی ہے تحریکِ جدید

ہم بھی خوش قسمت ہیں طارق، اس کے جو خادم بنیں
برکتیں گھر میں بہت لاتی ہے تحریکِ جدید

صاحبزادہ منصور ڈاہری کی شادی کے موقع پر

تقریب ہے خوشی کی ، مسرّت کا ہے سماں
خوشیاں منا رہا ہے ، مسیحا کا خانداں

منصور اور خلود کی شادی کا جشن ہے
فضلِ خدا سے خانہ آبادی کا جشن ہے

اللہ نے دکھایا مبارک یہ دن انہیں
خوشیاں جو لے کے آیا مبارک یہ دن انہیں

منصور والدین کا تو لاڈلا رہا
لیکن سبھی عزیزوں کی پاتا رہا دُعا

نانا حضور کی جو دُعائیں ملیں اسے
سب زندگی کی نیک ادائیں ملیں اسے

اک سیّدہ کے آنے سے روشن ہے گھر ہوا
نُورِ محمّدی کا نیا اک ہے در کُھلا

خوشیاں بہت نصیب ہوں اس خاندان کو
روح الامین ہر قدم پہ پاسبان ہو

بندھن نیا دلہا دلہن کا بار ور رہے
معمورۂ خوشی ہمیشہ ان کا گھر رہے

وارث ہوں یہ دعاؤں کے جو کیں مسیح نے
اولاد کے لئے جو تھیں چھوڑیں مسیح نے

فاتح بنیں دلوں کے ، خلافت کے ہوں مطیع
رب کی رضا ملے ، جو مقام ان کے ہوں رفیع

آقا کی سب دعائیں رہیں ان کے ساتھ ساتھ
طارق فرشتے آئیں رہیں ان کے ساتھ ساتھ

آزاد نظم

نہیں شکوہ یہ انساں سے
ستم ظالم وہ ڈھاتا ہے
مگر شکوہ ہے یہ اس سے
ستم ڈھاتے
وہ ظالم، ظلم کرتے بھی گزر جاتا ہے ہر حد سے
درندوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے
جو شاید اپنے جیسے جانور کو چھوڑ دیتے ہیں
اگر بے بس اسے دیکھیں
تو اس کے حال پر اکثر
نہیں خوشیاں مناتے رقص کرتے اور
کسی سے نعرۂ الفت لگا کر وہ

نہیں زندہ جلا دیتے کسی اپنے ہی جیسے کو
اور اس پر فخر تو ہر گز
نہیں کرتے

مجھے انسان کہلاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے
یہی شکوہ ہے انساں سے
مسلماں سے
جو مذہب کے لبادے میں
کسی وحشی درندے کی طرح انسان کو نوچے

ہوں تو انسان مگر ان سے سروکار نہیں
خود کو انساں کہیں ، انساں سے انہیں پیار نہیں

دین کے نام پہ کر گزریں نہ جانے کیا کیا
اُس کو پھر کہنے سے اسلام انہیں عار نہیں

ہم نے تعلیم جو پائی وہ محبّت کی تھی
ہم ہوئے اس پہ فدا اس سے تو انکار نہیں

ہم ہوئے خیرِ امم جس سے ہے وہ خیرِ رُسل
اس سے بڑھ کر کوئی رحمت مری ، سرکار نہیں

اُس کی آغوش میں آ کر تو سکوں ملتا ہے
اس کے دامن میں تو سب گل ہیں کوئی خار نہیں

اُس کی شفقت میں غلام آئے تو بس اس کے ہوئے
نرم تھی اُس کی نگہ ، دیدۂ خوں بار نہیں

اس کی ہر بات محبّت سے بھری ہوتی تھی
گفتگو اس کی کبھی دیکھی ، دل آزار نہیں

چند لوگوں نے ہی بدنام کیا انساں کو
سارے انسانوں سے طارق ہوئے بیزار نہیں

❀❀❀

پنجابی غزل

دل چ آوے کنھی وار
کریئے بیہ کے گلاں چار

ڈُگدے ڈھئیندے ٹُر دے نال
اک جیون ، تے دکھ ہزار

*چُنڈ آس دی کانُھوں چھڈیئے
جیوندا رئے او ساڈھا یار

دل چ ساڈھے خوف نہ کوئی
جتئے ، بھاویں جایئے ہار

کتھے یاد ، اڈیکاں یارا
ساڈھی جد آئی سرکار

سجے کھبے تکناں کیہ اے
بیڑی تے بیہ ، ہو جا پار

سانجھے پھٹ تے پیڑاں کتھے
اینویں کیئندے، کر دے پیار

نریاں گلاں کم نہ آون
ویکھ عمل نوں، سوچ وچار

ڈھول ڈھکے نال توں ڈُھکدا
کٹھے دن نہ کڈھیں چار

سِدھے مونہہ نہ گل کریں توں
کیہڑی گل دی تینوں کھار

پانی پا ، ودھاویں لسّی
آڈھا نت دا ، رب دی مار

ایہہ نہ منگن خیر کسے دی
جے کر منگن ، بیڑا پار

ات خدا دا ویر سنی دا
روندے بیہ کے زار و زار

سارے لنگ گئے پار جدوں نے
اسیں نہ رہیئے ادھ وچکار

طارق اگے دا کُجھ کر تُوں
ماڑے ڈُبڑے دی لے سار

چُنڈ: پلُّو، پلڑا، دامن

اُس کو پھولوں کی مہک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا
رنگ اس کے میں دھنک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

جو مزہ وصل میں ہے وہ کہاں تنہائی میں
چین پھر دل کی کسک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

چاہیئے روشنی جو دل کو منوّر کر دے
وہ ستاروں کی چمک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

تُم زمیں پر جو اتر آئے بہت اچھا کیا
میں تمہیں جا کے فلک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

نور ہی نور نظر آئے ترے چہرے پر
وہ چراغوں کی دمک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

وہ سکوں یاد تجھے کرنے میں آیا جو مجھے
مال و دولت کی کھنک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

خیرہ کرتی ہے نگہ چہرے پہ تیرے جو چمک
یہ میں سورج کی جھلک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

طارق آ جائے نظر گر ، اسے دل میں رکھنا
عمر بھر چھان پھٹک میں بھی کہاں ڈھونڈوں گا

محبّت میں فقط دیکھا یہی ، تیری رضا کیا ہے
ہمیں اس سے غرض کیا ہے ، جزا ہے یا سزا ، کیا ہے

سنا ہے حسن والے امتحاں لیتے ہیں عاشق کا
یہی پوچھیں گے آخر عشق میں ہم نے پڑھا کیا ہے

ہمیں تو ہر حسیں چہرے میں تُو ہی تُو نظر آیا
کتابیں جو پڑھیں تیرے سوا ان میں لکھا کیا ہے

مہک تیری چمن میں ، پھول تُجھ سے رنگ لیتے ہیں
بڑی مخمور ہے چھو کر تجھے آئی صبا کیا ہے؟

ہوئے عاشق ہیں سارے دیکھ کر تیرے حسیں جلوے
تجھے گر دل دیا میں نے ، بتا میری خطا کیا ہے

طلب کی ہے تری جب بھی گرا ہوں میں تو سجدے میں
یہی میری دعا ہے اور کچھ اس کے سوا کیا ہے

ہوا ہوں جب اُسی کا ، فکر کاہے کی مجھے طارق
مرا سب کچھ وہی ہے جب تو باقی پھر بچا کیا ہے

پھر سے ضائع کبھی نعمت نہیں ہو گی ہم سے
اب جُدا شمعِ خلافت ، نہیں ہو گی ہم سے

ہے وجود اس کا اطاعت سے ہی وابستہ جب
کیسے پھر اس کی اطاعت نہیں ہو گی ہم سے

ہم وفادارِ محمّد ہیں ، غلامِ احمد
اُس کو پھر کیسے محبّت نہیں ہو گی ہم سے

سب کو دکھلائیں گے اسلام کا اصلی چہرہ
دیکھ کر پھر تو عداوت نہیں ہو گی ہم سے

تم نے جانا ہی نہیں ہوتی محبّت کیا ہے
ہو گئی جب کبھی ، نفرت نہیں ہو گی ہم سے

جب حکومت نے عبادت کی اجازت دی ہے
پھر بہر طور بغاوت نہیں ہو گی ہم سے

وہ عقیدے پہ ہمارے جو نہیں ہے قائم
اس بنا پر تو شقاوت نہیں ہو گی ہم سے

جب کہ معبود خدا ایک ہی مانا ہم نے
پھر بتوں کی تو عبادت نہیں ہو گی ہم سے

ہے اگر حصّۂ ایمان بنی حبّ ِ وطن
دور پھر اس کی محبّت نہیں ہو گی ہم سے

ہم پہ جب دین کا اظہار بھی دشوار ہوا
کیسے پھر کہہ دیں کہ ہجرت نہیں ہو گی ہم سے

دعوتِ فکر ، شہادت نے اگر دی طارق
کیا عیاں ان پہ صداقت نہیں ہو گی ہم سے ؟

جب کبھی کوئی ہمیں اہلِ سُخن یاد آیا
کتنی شدّت سے وہ پھر غنچہ دہن یاد آیا

ہے کہانی گل و بلبل کی ابھی تک جاری
دیکھی رنگینیٔ محفل تو چمن یاد آیا

اپنے اسلاف کی کیا شان ہوا کرتی تھی
ہم کو اسلام کا وہ عہدِ کُہن یاد آیا

میری مجبوریٔ حالات تھی نکلا گھر سے
پوچھتے کیا ہو مجھے کیا نہ وطن یاد آیا

یاد کیا ان کو دلائیں جو روا ہم سے رکھا
کیا نہیں ان کو کبھی اپنا چلن یاد آیا

ہم نے دیکھے یہ نشاں سامنے پورے ہوتے
اک جلا آگ میں ، اک دار و رسن یاد آیا

جب کسی چوک پہ اک قبر کو دیکھا طارق
جانے کس کس کا وہاں گور و کفن یاد آیا

اب کے بہار میں بھی کئی گھر اجڑ گئے
پتے ہرے تھے کتنے ہی پھر بھی وہ جھڑ گئے

ہم نے کُھلی جگہ پہ پڑاؤ کیا مگر
اتنی ہوا چلی سبھی خیمے اکھڑ گئے

دامن تو بیٹھ کر سیا تھا آدھی رات کو
پھر صبح کیا ہوا کہ وہ ٹانکے اُدھڑ گئے

نکلے تلاش میں سبھی جو روزگار کی
پھیلے ہیں شہر ، گاؤں تو کتنے سُکڑ گئے

ایسی شرافتوں کے تو قائل نہیں ہیں ہم
دیکھا جو ظلم ہونٹوں پہ تالے ہیں پڑ گئے

تحقیق کر نہ پائے نئے زاویوں کی ہم
جس نظریئے پہ پیدا ہوئے اس پہ اَڑ گئے

کتنے ہیں اب حیا کا جنازہ جو دیکھ کر
طارق زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گئے

وہ جس نے دردِ دل اپنا کبھی بتایا نہ تھا
وہ شخص اپنا تھا میرا کوئی پرایا نہ تھا

تمام رات جلا تھا ، لو بجھ گیا ہے دیا
یہی تھی زندگی اس کی، اسے بجھایا نہ تھا

ستارے شمس و قمر جب کئے گئے روشن
کہو گے کیسے کسی نے انہیں جلایا نہ تھا

میں بے قرار تھا سچ ہے ، مگر نہیں یہ سچ
کہ میری یاد نے اس کو کبھی ستایا نہ تھا

وہ کیسے کہتا ہے اس کو نہیں ہوا معلوم
کہ حال اس سے تو میں نے کبھی چھپایا نہ تھا

میں اس کے سامنے دل کھول کر بھی رکھ دیتا
پر اتنا حوصلہ اس نے مرا بڑھایا نہ تھا

ہمیں جو دیکھا ہے اس نے کبھی نہ ایسا ہوا
ہمیں لگا ہو وہ اس بار مسکرایا نہ تھا

رکھے گا کیسے توقّع وہ پیار کی طارق
کہ جس نے پیار کا پودا کبھی لگایا نہ تھا

گرچہ الزام تو اس پر بھی سراسر آئے
چاند پر تھوکا ہوا اپنے ہی منہ پر آئے

کاش وہ کھول کے آنکھیں انہیں دیکھے اک روز
اس کو پیغام جو الفت کے ، برابر آئے

دیکھنا یہ ہے کہ اخلاق ہیں کس کے اعلیٰ
لے کے سونا تو بہت ہاتھ میں ، زرگر آئے

دور وہ کر نہ سکے ، داغ لگا جو دل پر
ورنہ ہاتھوں میں لئے لوگ تو نشتر آئے

بھول ہی جاتا میں رستہ ترے گھر آنے کا
بن کے وہ میرے لئے رحم کا پیکر آئے

کیسے ممکن ہے بھلا دوں میں اسے پل بھر میں
وہ مری یاد میں آئے تو نہ پل بھر آئے

بول سکتا ہے خدا بندے سے جو جی چاہے
اس کے پیغام جو اترے ہیں وہ دل پر آئے

کاش طارق بھی کہے تُجھ سے جو کہنا چاہے
بات ہر اک وہ کہے جو اسے ازبر آئے

پہنچ تو جاتا میں رستہ نہ گر بھُلا دیتا
میں بھول کر ، کسے ، تیرے سوا صدا دیتا

مجھے یقین تھا آئے گا دوڑ کر تُو بھی
اگر میں تیری طرف دو قدم بڑھا دیتا

سکونِ قلب کی خاطر پھرا ہوں دنیا میں
بھٹک رہا تھا اگر تُو ہی کچھ پتا دیتا

ملا ہوں تُجھ سے تو اب آرزو یہ رہتی ہے
میں تیرے بارے میں دنیا کو بھی بتا دیتا

اندھیرا دیکھ کے اب یہ خیال آیا ہے
میں اپنے حصّے کا کوئی دیا جلا دیتا

خدا نے دل میں دیا عشق کا جلایا تھا
تو پھر مجال تھی ، کس کی اسے بجھا دیتا

ستم گروں نے کسر تو نہ کوئی چھوڑی تھی
ہر ایک چاہتا تھا اُس کو وہ مٹا دیتا

اسے وہ پیارا تھا ، گو مشتِ خاک تھا ورنہ
وہ خاکِ مشت کو آندھی نہ یوں بنا دیتا

جو طارق اس کا ہے ، اس کی اماں میں ہوتا ہے
وگرنہ دشمنوں کو یوں نہ وہ سزا دیتا

مرا یہ گیت تو مانا کہ گائے گا کوئی اور
مرا جو بوجھ ہے کیسے اٹھائے گا کوئی اور

کسی سے ایسا تعلّق بنے یقین تو ہو
مجھے جو دکھ ہوا آنسو بہائے گا کوئی اور

یہ اس جہان میں ممکن ہے پر نہ ہو گا وہاں
کسی کا جرم ، سزا اس کی پائے گا کوئی اور

کبھی تو میرے سُخن کی بھی ہو گی شنوائی
سنا سکا نہ اگر میں سنائے گا کوئی اور

کہا سنا تو بہت، اب کرو ، یہ مت سمجھو
قدم تمہارے لئے اب اٹھائے گا کوئی اور

تم اپنے سامنے کب تک تماشہ دیکھو گے
کہ حکم دے گا کوئی ، لب ہلائے گا کوئی اور

جو آسماں پہ گیا لوٹ کر نہیں آیا
تو اس کے بدلے میں لازم ہے آئے گا کوئی اور

خدا نہ بوجھ کسی کا کسی پہ ڈالے جب
صلیب پر بھلا کیسے چڑھائے گا کوئی اور

کئے ہیں نیک جو اعمال کام آئیں گے
بروزِ حشر کسی کو نہ لائے گا کوئی اور

یہ سوچ سوچ کے طارق ہوئے ہیں شرمندہ
مرا حساب مجھے ہی بتائے گا کوئی اور

اگرچہ اس سے محبّت کی بات کرتے ہیں
وہ کم ہیں اس کی مقدّم جو ذات کرتے ہیں

کھڑا ہے تاک میں ہر وقت نفسِ امّارہ
ہیں خوش نصیب اسے جو بھی مات کرتے ہیں

ہیں مشکلوں میں بہت لوگ ، جیسے تیسے بس
وہ رات دن کو ، کبھی دن کو رات کرتے ہیں

فلک سے کھینچ کے لائیں زمیں پہ انساں کو
کبھی یہ کام بھی تو حادثات کرتے ہیں

خدا کے بندے جو راضی ہوں اس کی مرضی پر
دعائیں کر کے وہی معجزات کرتے ہیں

اسی کے حسن کی تھوڑی سی جلوہ آرائی
چمن میں مل کے یہ سب پھول پات کرتے ہیں

اسی کے سامنے سجدہ سبھی ، یہ سورج چاند
ستارے ، کہکشاں ، سب کائنات کرتے ہیں

مجھے تو رشک ہوا دیکھ کر انہیں طارق
جو اس کے نام پہ ساری حیات کرتے ہیں

کیوں ترے در پہ یہ انجانے میں لے آئی ہے
روح کی تشنگی مے خانے میں لے آئی ہے

جب چلی یاد تری ساتھ تو ایسا نہ لگا
وہ محلّے کسی بیگانے میں لے آئی ہے

روشنی ڈھونڈنے نکلا جو میں دل کے اندر
یوں لگا چاندنی بت خانے میں لے آئی ہے

جب ترے وصل کی امّید مرے ساتھ چلی
دل اٹھا کر مرا نذرانے میں لے آئی ہے

داستاں میری سنی تُو نے جو ہمدردی سے
گفتگو درد کو افسانے میں لے آئی ہے

تُو نے دیکھا جو مجھے ایسے لگا تیری نظر
نشّہ بھر کر کسی پیمانے میں لے آئی ہے

کوئی نسبت تو رہی ہو گی کہیں مجنوں سے
کیوں یہ قسمت مجھے ویرانے میں لے آئی ہے

کون چھوڑے گا کبھی ایسی محبّت طارق
ہوش مندی جو کہ دیوانے میں لے آئی ہے

آزاد نظم

"ایک پیغام۔۔۔

پاکستان سے ایک دوست کا اپنے آقا کے نام"

سُنا ہے جا رہے ہو اس سے ملنے
اس سے کہہ دینا
بہت سی تشنہ روحیں اور بھی ہیں جو
نہ جانے منتظر کب سے ہیں ملنے کو
مگر مجبوریاں ان کو
یہاں آنے نہیں دیتیں
اُسے کہنا کہ وہ بھی چاہتی ہیں مل کے وہ تُجھ سے
بجھائیں پیاس آنکھوں کی
تر و تازہ کریں خود کو
کہیں کچھ حالِ دل تجھ سے
سنیں تُجھ سے بھی کیا بیتی

وہاں پردیس میں رہ کر
تھی تنہائی، اداسی، فرض، مجبوری
گئی پھر بھی نہ چہرے سے
تری جو مسکراہٹ تو
بھلا ہے راز کیا اس میں
مگر ہم ہجر کے مارے بھی خوش ہیں دیکھ کر تجھ کو
کہ تیری رہبری میں قافلہ آگے
بڑھا ہے اور
وہ بڑھتا جا رہا ہے اب

ملیں گے ہم تجھے اک دن
وہ دن اب جلد آئے گا
سمٹ جائیں گے سارے فاصلے جس دن
ہم اپنی منزلِ مقصود پا کر
سب سے مل کر
پھر منائیں گے بہت خوشیاں

یقیناً مسکرائیں گے
مقدّر میں لکھا ہے یہ
تو ہو گا پھر ضرور ایسا

نہیں ہے دور وہ دن اب
ہمیں امّید ہے جلدی
بہت جلدی
وہ دن اب آنے والا ہے!
ملے گا تُو ہمیں آ کر...

کٹھن تھی راہ بہت ، یہ تو اک بہانہ تھا
پہنچ گئے ہیں وہ آخر جنھوں نے آنا تھا

جو آ گئے ہیں تو وہ کشتیاں جلا آئے
انہوں نے لوٹ کے واپس کہاں پہ جانا تھا

خِرَد سمجھ نہیں پائی ہے عاشقوں کا مزاج
کہ عشق یوں بھی جنوں ہی کا شاخسانہ تھا

اگرچہ مجھ کو عداوت نہیں زمانے سے
ہمیشہ میرا مخالف مگر زمانہ تھا

تلاشنے جسے نکلے تھے لوگ دنیا میں
وہ میرے گھر میں سبھی علم کا خزانہ تھا

جُڑے رہے ہیں اگر دل ہمارے ، ساتھ اس کے
تو اس نے قُرب کا وعدہ بھی کیوں بُھلانا تھا

وفا جو کی ہے مسلسل تو بے وفائی کا
یونہی کسی نے یہ الزام کیوں لگانا تھا

اُسے میں کیا کہوں طارق ہو سوچ ہی جس کی
جلا کے گھر مرا ، اپنا جسے بچانا تھا

چمن میں دیکھ کے اُس کو جو مسکرایا تھا
وہ کون میرے لئے پھول توڑ لایا تھا

میں گھر بناتے ہوئے وہ درخت کیوں کاٹوں
کہ تیز دھوپ میں اس کا ہی مجھ پہ سایہ تھا

الگ ہوا ہوں جو دنیا سے پھر یقین ہوا
جسے سمجھتا تھا گھر اپنا وہ پرایا تھا

گیا ہے جب وہ حسیں یاد اپنی چھوڑ گیا
کسی نے ساتھ مرا یوں بھی تو نبھایا تھا

صدا وہ کانوں میں رس گھولتی ہے جب اس نے
میں سو گیا تو بڑے پیار سے جگایا تھا

کٹھن سفر تھا بہت زیست کا مگر اس نے
جو تھک گیا تو مجھے گود میں اٹھایا تھا

میں کیسے چھوڑدوں انگلی ہمیشہ ہی جس نے
قدم قدم پہ مجھے راستہ دکھایا تھا

وہ جس کی کوکھ سے میں نے جنم لیا طارق
اسی نے دل میں دیا پیار کا جلایا تھا

❀ ❀ ❀

سکوں سے اس کے بنا اب جیا نہیں جاتا
ستم تو یہ ہے کہ اس سے کہا نہیں جاتا

جو دکھ ہزار اٹھائے مگر نہ آہ بھری
یہ دردِ دل ہے جو اب بھی سہا نہیں جاتا

نہیں ہیں وقت سے پہلے تو مرگ کے قائل
کہا یہ کس نے کہ اُس پر مرا نہیں جاتا

نہیں ہے جس کو سلیقہ وفا شعاری کا
کسی سے اس کا قصیدہ پڑھا نہیں جاتا

لکھیں جو سچ تو بُرا مانتے ہیں لوگ مگر
کہیں بھی جھوٹ تو ہم سے لکھا نہیں جاتا

ہمارے اشکوں میں گرچہ رچا ہے دل کا لہو
شہید کا تو لیا خوں بہا نہیں جاتا

تُو جب سے چھوڑ گیا ہے اداس لگتی ہے
تری گلی میں تو مجھ سے پھرا نہیں جاتا

یونہی اداس ہو طارق ، ہو خوش تمہارے لئے
بھلا ہے کون جو کر کے دُعا نہیں جاتا

رات جب آ جائے تاریکی کا سایا اوڑھ کر
غم ڈھلیں خوشیوں میں سپنوں کا لبادہ اوڑھ کر

کیسے پہچانیں انہیں، ہم سے بھی ہیں سادہ کئی
لوگ ملتے ہیں یہاں چہرے پہ چہرہ اوڑھ کر

حسن ، قدرت نے دیا جو وہ کبھی چھپتا نہیں
کیا سجیں گے سچ چھپا کر ، جھوٹا غازہ اوڑھ کر

لوگ ساحل پر نظر آتے ہیں قدرت سے قریب
ہے غنیمت آ گئے جو تن پہ کپڑا اوڑھ کر

کر دیا قدرت نے پردے کا یہاں کچھ انتظام
چھپ گیا ہے شہر سب ، پانی برستا اوڑھ کر

یوں تو کہلاتے ہیں وہ ایمان والے پر انہیں
ہم نے دیکھا بھاگتے میداں سے بُرقع اوڑھ کر

فیض وہ پائے گا آخر جس سے پایا سب نے فیض
پاؤں پھیلاتا رہا چادر کشادہ اوڑھ کر

سارا دھن دولت یہیں رہ جائے گا طارق ہمیں
ایک دن سونا ہے بس مٹّی کا پردہ اوڑھ کر

آتا ضرور ، اس کو محبّت نہیں ملی
دل منجمد تھا ، جس کو حرارت نہیں ملی

میں اس کے گھر پہ جا کے بلاتا اسے ضرور
اس کی بھی مجھ کو اس سے اجازت نہیں ملی

قائل ہماری مخلصی کا وہ نہیں تو کیا
اس کو کبھی ہماری رفاقت نہیں ملی

پیغام جب ملا ہے تو آئے گا وہ ضرور
ورثے میں کیا اسے بھی شرافت نہیں ملی

اعصاب نے جواب دیا ہے تو کیا گلہ
کرنے کو اس سے پہلے ریاضت نہیں ملی

تسخیرِ کائنات میں کرتا مگر ابھی
خود ہی کو جاننے سے فراغت نہیں ملی

ملنے سے پہلے اس سے ، عبادت تو کی مگر
پہلے تو اس قدر کبھی لذّت نہیں ملی

طارق خدا کے فضل سے ملتی ہے سب خوشی
چھوڑا اسے تو پھر کہیں جنّت نہیں ملی

دستور یہ ہمارا یہاں ہر قدم رہا
صد شکر جو ملا، نہ ملا تو نہ غم رہا

عادت پڑی سجود کی عہدِ شباب میں
اور شیب میں بھی سر تو اسی در پہ خم رہا

کام آ گئے جو وقت پہ ، احسان کر گئے
ان کا مقام دل میں کبھی پھر نہ کم رہا

امّید کچھ ہمیں بھی پذیرائی کی نہ تھی
لکھتا جو سچ ہمیشہ ہمارا قلم رہا

دل نے خرَد کی بات سنی ، ان سنی نہ کی
کیسے کہو کہ حکمراں دل پہ صنم رہا

اس نے حساب ہی نہ لیا سب کے سامنے
تھا اس کا ظرف جس سے ہمارا بھرم رہا

اپنے دروں وہ خود ہی جلاتا رہا ہے آگ
مالِ حرام سے ہے ، جو بھرتا شکم رہا

طارق، حیات امتحاں ، ہے موت ناگزیر
ہیں سرخرو ہمیں جو خُمارِ حرم رہا

❀❀❀

حیا ، حجاب ، تبسّم ، سکون چہرے پر
خدا نے کیسا سجایا ، فسون چہرے پر

زباں سے جاری معارف ، بیاں حقائق کا
کبھی نہ دیکھا کسی نے جنون چہرے پر

کسی نے دیکھ کے بے ساختہ کہا مجھ سے
ہمیشہ دِکھتا ہے اچھا شگون چہرے پر

جو ذکر غیرتِ توحید کا کبھی آیا
تو دیکھا جوش میں جھلکا ہے خون چہرے پر

جہاں میں ہر طرف دوڑائی ہے نظر لیکن
کہاں دکھائی دیں علم و فنون ، چہرے پر

چھپائیں کیسے جو ظاہر ہوئے ہیں جھوٹ ان کے
کہ حال اس کا عیاں ہے زبون ، چہرے پر

عجیب دور ہے مسجد میں دیکھا اک لڑکا
کہ سو رہا تھا وہ کل رکھ کے فون چہرے پر

گیا جو دوست مرا چھٹّیوں میں افریقہ
لکھا گیا ہے دسمبر میں جون ، چہرے پر

سمجھ سکے نہ مجھے دیکھ کر کوئی طارق
نظر نہ آئے جو گزری درون ، چہرے پر

خود کو تم اس کی پنہ میں جو چھپا لو پہلے
اُس کی سب باتوں کو سینے سے لگا لو پہلے

تم نصیحت جو مجھے کرنے چلے ہو ٹھہرو
اک نظر اپنے گریباں میں بھی ڈالو پہلے

فکر کرتے ہو مرے گھر کی چلے آئے ہو
اپنا جلتا ہوا گھر دیکھو بچا لو پہلے

روشنی بانٹنے نکلے ہو زمانے بھر کو
اپنی راتیں نہ سہی دن تو اجالو پہلے

بچ گئے پہلے تو آئندہ بھی بچ جائیں گے
تم ہمیں چھوڑو ابھی خود کو سنبھالو پہلے

خود کشی کر کے بشارت تو نہ دو جنّت کی
زندگی موت کے قابل تو بنا لو پہلے

بات کرتے ہو ابھی اور کہیں جانے کی
پاؤں میں جو ہیں لگے کانٹے نکالو پہلے

اُس نے ستّاری کا وعدہ تو کیا ہے طارق
تم بھی کمزوری کسی کی نہ اُچھالو پہلے

روز دل میں خیال آتا ہے
کیسے جلوے خدا دکھاتا ہے

میں بھی لکھتا ہوں ، خوب لکھتا ہوں
جب سے میرا خدا لکھاتا ہے

اپنی مرضی سے میں نہیں کہتا
وہ جو کہتا ہے خود کراتا ہے

سیکھتا ہے بشر تبھی چلنا
جب بھی چلنا خدا سکھاتا ہے

میں بھی دانستہ کچھ نہیں کہتا
لفظ خود ہی زباں پہ آتا ہے

کوئی خود بھی تو بچ نہیں سکتا
دوسروں کو اگر گراتا ہے

مکر تو ہر جگہ نہیں چلتا
وہ بھی تدبیر لے کے آتا ہے

سب سے بالا ہے وہ جو مالک ہے
وہ جو اس کا ہے فتح پاتا ہے

طارق اس کا ہوا جو تن من سے
گود میں اس کی مسکراتا ہے

کچھ اس برس بھی چلن اور تھا ہواؤں کا
تماشہ دیکھتے گزری ہے پھر بلاؤں کا

تمام سال کیا انتظار ختم ہو اب
مگر نہ بند ہوا سلسلہ وباؤں کا

گزر رہے ہیں اسی آسرے میں روز و شب
کہ ختم ہو گا سفر خوف کی فضاؤں کا

کئی محاذوں پہ لڑنا پڑا ہے اب ہم کو
پرانا ہم سے تعلّق رہا جفاؤں کا

سمجھ تو آئے کسی کو پیام ہے اس میں
کوئی سبب تو ہے آخر ان ابتلاؤں کا

قصور ہوتا ہے بندوں کا جب عذاب آئے
وگرنہ شوق اسے بھی نہیں سزاؤں کا

اسی سے مانگا ہے اب تک اسی سے مانگیں گے
نتیجہ اچھا ملے گا ہمیں وفاؤں کا

گریں جو سجدے میں اُٹھیں وہ جب معاف کرے
کہ اتنا حوصلہ دیکھا تو ہے گداؤں کا

وہ آئے دینے پہ تو بے حساب دیتا ہے
حساب کس سے رکھا جائے ہے عطاؤں کا

کھلے گا جلد ہی رحمت کا باب سن طارق
یقین ہے کہ اثر ہو گا پھر دعاؤں کا

ٹی آئی کالج باسکٹ بال ٹیم کے نام

کھیل کا دن بھی منا لیں تو کوئی بات بنے
غیر کو اپنا بنا لیں تو کوئی بات بنے

پانچ دس بال ہیں اک بال کے پیچھے لیکن
باسکٹ میں اسے ڈالیں تو کوئی بات بنے

کھیلنے والے اگر ان میں ہوں سیّد زادے
ان سے رشتہ ہی جتا لیں تو کوئی بات بنے

یاد آتے ہیں کبھی دن جو وہ کالج والے
پھر وہی عمر جو پالیں تو کوئی بات بنے

ہم بھی شامل رہے اس کھیل کے مدّاحوں میں
گیت ان کے بھی جو گا لیں تو کوئی بات بنے

پر کھلاڑی وہ نظر آتے نہیں میداں میں
حوصلہ پھر وہ سنبھالیں تو کوئی بات بنے

کھیل ورزش کا بہانہ ہی سہی طارق لیکن
نام بھی اس سے کما لیں تو کوئی بات بنے

اختتام



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنری (سندھ) آ گئے۔ ۱۹۷۰ میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے ۱۹۷۵ میں ایف ایس سی کیا۔ ۱۹۸۲ میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ ۱۹۹۰ میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آ گئے اور سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے تنزانیہ مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر رضاکارانہ کام کیا۔ واپس آ کر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یوکے سے منسلک ہیں۔ با قاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ ۲۰۲۰ سے کیا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام **"لبِّ لباب"** مارچ 2021 میں آیا تھا جس کا غزلیات کا حصّہ **"چاک دامانِ جنوں"** کے نام سے شائع ہوا۔ **"ہم قدم، دم بدم"** اپریل ۲۰۲۱ میں، **"در آئینہ صفِ دوستاں"** اگست ۲۰۲۱ اور **"نصیبِ چارہ گری"** دسمبر ۲۰۲۱ میں شائع ہوئے۔ **"بازگشت"** ان کا چھٹا مجموعہ کلام ہے۔



ڈاکٹر طارق انور باجوہ

ڈاکٹر طارق انور باجوہ ضلع لائلپور (حال فیصل آباد) کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی اپنے والدین کے ساتھ کنڑی (سندھ) آگئے۔ ۱۹۷۰ میں کیڈٹ کالج حسن ابدال چلے گئے جہاں سے ۱۹۷۵ میں ایف ایس سی کیا۔ ۱۹۸۲ میں لیاقت میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد پاکستان فوج میں شمولیت کی۔ ۱۹۹۰ میں میجر کے عہدے سے استعفیٰ دے کر لندن آگئے اور سرجری کی ڈگری ایف آر سی ایس لینے کے بعد تین سال کے لئے تنزانیہ مشرقی افریقہ میں بطور ڈاکٹر رضاکارانہ کام کیا۔ واپس آکر جنرل پریکٹس کا شعبہ اختیار کیا۔ مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر ۱۳ سال بطور اردو نیوز پروڈیوسر اور نیوز پریزنٹر کام کیا۔ آج کل ریڈیو وائس آف اسلام یوکے سے منسلک ہیں۔ باقاعدہ شاعری کا آغاز جون سنہ ۲۰۲۰ سے کیا۔ ان کا پہلا مجموعہ کلام **"لبِ لباب"** مارچ 2021 میں آیا تھا جس کا غزلیات کا حصّہ **"چاک دامانِ جنوں"** کے نام سے شائع ہوا۔ **"ہم قدم، دم بدم"** اپریل ۲۰۲۱ میں، **"در آئینہ صفِ دوستاں"** اگست ۲۰۲۱ اور **"نصیبِ چارہ گری"** دسمبر ۲۰۲۱ میں شائع ہوئے۔ **"بازگشت"** ان کا چھٹا مجموعہ کلام ہے۔